SHEHRI

شہری

برائے بہتر ماحول

جولائی تا ستمبر ۱۹۹۹ء

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو، وہ یقیناً دنیا بدل سکتا ہے۔ مارگریٹ میڈ

اندرونی صفحات پر
- کیر تھر نیشنل پارک
- اداروں میں معیارات کا اطلاق
- خواتین تنظیم کی بے مثال کارکردگی

نوجوانوں کے لئے گنجائشیں بنانا ہمارا فرض ہے

ہمارے شہر کے نوجوانوں میں سے ایک بڑے حصے کو انتہاپسندوں نے یرغمال بنالیا' ان کی سوچ محدود کردی گئی– یا پھر وہ کچھ ایسے عناصر سے متاثر ہوگئے جنہوں نے ایک خوبصورت مستقبل کا خواب دکھایا تھا' انہیں یہ ترغیب دی گئی کہ اگر وہ ہاتھ میں کلاشنکوف اٹھالیں تو سارے مصائب ٹل جائیں گے اور ان کی زندگی خوشیوں سے جل تھل ہو جائے گی–

تحریر و تصاویر : ش۔ فرخ

کچھ عرصہ قبل علی گڑھ سے ایک دانشور ادیب کراچی تشریف لائے۔ انہیں طویل عرصہ بعد پاکستان آنے کا موقع ملا تھا۔ وہ ایک جگہ احباب کی نجی محفل میں بیٹھے تھے۔ اس میں ممتاز ادیب شعرا اور صحافی شریک تھے۔ گفتگو ادب' سیاست' آزادی صحافت اور دیگر ایسے موضوعات پر ہو رہی تھی۔ یکدم ہمارے مہمان نے خواہش ظاہر کی کہ وہ پاکستان کے نوجوانوں کی باتیں سننا چاہیں گے۔ ادھر ادھر دیکھا وہاں کوئی نوجوان نہیں تھا۔

نہیں' ہماری نوجوان نسل میں شاذ ہی ایسا ملے گا جو مذکورہ موضوعات میں دلچسپی رکھتا ہو اور وہ ان پر اپنے بڑوں کے سامنے اظہار کرتا ہو یا ان کے ساتھ تبادلہ خیال کرنے کا خواہش مند ہو۔

ہمارے اس شہر کے نوجوانوں میں سے ایک بڑے حصے کو انتہاپسندوں نے یرغمال بنالیا۔ ان کی سوچ محدود کردی گئی۔ یا پھر وہ کچھ ایسے عناصر سے متاثر ہوگئے جنہوں نے ایک خوبصورت مستقبل کا خواب دکھایا تھا۔ انہیں یہ ترغیب دی گئی کہ اگر وہ ہاتھ میں کلاشنکوف اٹھالیں تو سارے مصائب ٹل جائیں گے۔ ان کی زندگی خوشیوں سے جل تھل ہو جائے گی۔

انہیں یقین دلایا گیا کہ وہ کتابیں پڑھیں یا نہ۔ امتحانوں میں پاس ہوتے رہیں گے۔ کالج میں داخلہ لینا ضروری ہے۔ کالج جاکر پڑھنا ضروری نہیں۔ پھر انہیں کچھ ایسے کوچنگ سینٹرز کا پتہ دے دیا گیا جہاں علم کے "شارٹ کٹ" بتائے جاتے ہیں۔ ذہن نشینی کے بجائے نصاب کا رٹا لگانا سکھایا گیا۔

ہم نے اپنے مہمان سے کہا۔

شہری

جی206بلاک 2-پی ای سی ایچ ایس
کراچی-پاکستان
ٹیلی فون/فیکس 92-21-453-0646

E-mail address:shehri
@onkhura.com
(web site) URL:http://www.
onkhura.com/shehri

ایڈیٹر : بینا صدیقی

انتظامی کمیٹی

چیئرپرسن : قاضی فائز عیسیٰ
وائس چیئرپرسن : وکٹوریہ ڈی سوزا
جنرل سیکریٹری : امبر علی بھائی
خزانچی : حنیف--اے ستار
ارکان : نوید حسین، خطیب احمد
ایس رضا علی گردیزی

شہری اسٹاف

کو آرڈی نیٹر : مسز منصور
اسسٹنٹ کو آرڈی نیٹر: محمد ریحان اشرف

شہری ذیلی کمیٹیاں

آلودگی کے خلاف : نوید حسین
تحفظ ورثہ : دانش آزر زوبی، حمیرا رحمٰن
میڈیا اور بیرونی روابط : حمیرا رحمٰن، حسن جعفری، فرحان انور
قانون : قاضی فائز عیسیٰ، امبر علی بھائی، رولینڈ ڈی سوزا، وکٹوریہ ڈی سوزا، خطیب احمد
پارکس اور تفریح : خطیب احمد
اسلحہ سے پاک معاشرہ: نوید حسین
قاضی فائز عیسیٰ
مالی حصول : تمام ارکان

ذیلی کمیٹیوں کی رکنیت شہری برائے بہتر ماحول کے تمام ارکان کے لئے کھلی ہے۔ اس اشاعت میں شامل مضامین کو شہری کے حوالے کے ساتھ شائع کرنے کی اجازت ہے۔

ایڈیٹر/ادارتی عملہ کا خبرنامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

لے آؤٹ اور ڈیزائن : زیڈ یو لالہ
پروڈکشن : انٹرپرلیس کمیونیکیشن

مالی تعاون : فریڈرک نوبان فاؤنڈیشن

رکن IUCN
دی ورلڈ کنزرویشن یونین

ہما سعید نے
تھائی لینڈ میں منعقد ہونے والے
ایشیا بحرالکاہل میں تن تنہا اپنے ملک
کی نمائندگی کی
اس کے جھنڈے کا کوئی رنگ نہیں تھا

ہما سعید ایک نوعمر افغان لڑکی ہے۔ افغانستان کے حالات دگرگوں ہوئے تو وہ بہت سے دیگر افغانیوں کی طرح پاکستان میں پناہ گزین ہوئی اور اسکول کی تعلیم مکمل کی۔

وہ تھائی لینڈ کی زرعی یونیورسٹی کے استقبالیہ میں بیٹھی میرے ساتھ گفتگو کر رہی تھی۔ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہے۔ لیکن پاکستان کے سرکاری تعلیمی اداروں میں افغان طلباء و طالبات کو داخلہ لینے میں بہت سی دشواریاں درپیش ہیں۔ نجی اداروں میں داخلہ فیس وغیرہ اس قدر زیادہ ہے کہ وہ اس کی متحمل نہیں ہوسکتی۔

تھائی لینڈ میں گزشتہ ماہ ویمن ۲۰۰۰ کے سلسلے میں ایشیا بحرالکاہل کا این جی او سمپوزیم منعقد ہوا۔ اس میں خطے کے ۴۶ ممالک کی تقریباً تین سو خواتین نے شرکت کی۔ لیکن اس موقع پر ۵۰ کے قریب نوجوان لڑکے لڑکیاں بھی موجود تھے۔ جنہیں یونی سیف نے اسپانسر کیا تھا۔ نوجوانوں کے اجلاس الگ کمرے میں منعقد ہوئے جس پر انہیں شکایت ہوئی کہ ہمیں اپنے ساتھ کیوں نہیں ملایا گیا تاکہ خطے کی خواتین کو درپیش مسائل سے انہیں بھی آگاہی ہوتی اور وہ مستقبل میں اس ضمن میں معاون ثابت ہوسکتے۔

ایک موقع پر جب خواتین کی تحریکوں

باقی صفحہ ۲۱ پر

معذرت چاہتے ہیں۔ ہمارے نوجوان آپ سے ملنے نہیں آسکتے۔ وہ اس وقت یا تو کسی دینی مدرسے میں بیٹھے ہوں گے۔ یا دوکانوں کے سامنے اپنے جیسے دیگر دوستوں کے ساتھ بے معنی گفتگو کر رہے ہوں گے۔ ابھی شام کو ذرا اور گہرا ہونے دیں۔ مجھے ان کے چند اڈوں کا علم ہے۔ کسی پارک کی دیوار کے پیچھے یا گلی کے کسی تاریک نکڑ پر وہ ایک دوسرے کے چرسی سگریٹ جلا رہے ہوں گے۔ یا پھر انہوں نے گزشتہ برسوں میں جو کارروائیاں کی ہیں۔ یا وہ جس طرح کی سرگرمیوں میں ملوث رہے ہیں اب چھپتے پھرتے ہیں۔ قانون نافذ کرنے والوں کے ڈر سے۔ پھر بھلا وہ یہاں کیسے آئے گا۔

ہم سب قصوروار ہیں۔ مجرم وہ نہیں ہم ہیں۔ ہم نے انہیں نظرانداز کیا۔ انہیں اس قابل نہیں سمجھا کہ وہ ہم سب کے درمیان بیٹھ کر گفتگو کریں۔ اپنے معاشرے کو درپیش مسائل سے آگاہ ہوں۔ انہیں حل کرنے کے لئے اپنے بڑوں کے ساتھ تعاون کریں۔ وہ سیکھیں کہ کل جب یہ نہیں ہوں گے تو تمام ذمہ داریاں ان کے سر پر ہوں گی۔ انہیں مستقبل کی ڈور کو سنبھالنا ہوگا۔

شہری برائے بہتر ماحول نے "نوجوان اور معاشرہ" کے موضوع پر ایک مذاکرے کا اہتمام کیا۔ تو خیال آیا کہ یہ وہی کڑی ہے جو ہیگ امن کانفرنس میں نظر آئی تھی۔ پھر وہ گزشتہ ماہ تھائی لینڈ میں منعقد ہونے والی ویمن ۲۰۰۰ کے علاقائی سمپوزیم میں شامل تھے۔

نوجوانوں کو اہمیت دی جائے۔ ان کے لئے اہم مواقع کے دوران خصوصی گنجائش پیدا کی جائے۔ انہیں یہ موقع دیا جائے کہ وہ اظہار خیال کرسکیں۔ ان میں جرات اظہار پیدا ہو۔ یہ فیصلہ کسی بھی سطح پر ہوا قابل تعریف ہے۔

این جی او سمپوزیم میں شریک ہونے والے نوجوان

ریحانہ افتخار

نوجوان اور شہری معاشرہ

سماجی مسائل کے حل کیلئے نوجوانوں کو آگے آنا ہوگا

ہمارے نوجوان جو ایک بہتر مستقبل کے لئے اہلیت و قابلیت اور امید کی نمائندگی کرتے ہیں انہیں شہری معاشرے کو درپیش اہم مسائل و چیلنجوں میں شامل کئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ چنانچہ شہری برائے بہتر ماحول اور فریڈرک نومان فاؤنڈیشن نے مشترکہ طور پر ایک سیمینار کا اہتمام کیا جس کا موضوع نوجوان اور شہری معاشرہ تھا۔

سیمینار سے قیصر بنگالی نے خطاب کرتے ہوئے کہا اس وقت تقریباً" تمام نظام مثلاً تعلیم' سیاست یا سماجی بہبود سبھی میں بگاڑ پیدا ہو چکا ہے۔ ان تمام اور دیگر شعبوں میں فوری طور پر اصلاحات کی شدید ضرورت ہے۔

قیصر بنگالی ایک پرانے ماہر معاشیات ہیں۔ آجکل وہ سماجی سیاسی معاشی اور ترقی کے شعبوں میں پائیدار اصلاحات لانے کے لئے دل و جان سے کام کر رہے ہیں اسی مقصد کے لئے انہوں نے سماجی جمہوری تحریک قائم کی ہے جس کے تحت وہ سماجی معاشی نظام کی دوبارہ تعمیر' مضبوط عدلیہ' پارلیمانی جمہوریت اور شفاف احتساب چاہتے ہیں۔

جناب قیصر بنگالی نے کہا کہ ملک میں معاشی انصاف کا ہونا ضروری ہے جہاں ایسا نہ ہو تو افراتفری جنم لیتی ہے۔ ہم غریب نہیں ہیں۔ کیونکہ ہم ذرائع اور آبادی کے لحاظ سے امیر ہیں' لیکن المیہ یہ ہے کہ دولت اور ذرائع کا ارتکاز چند ہاتھوں میں ہے اگر یہ نہ ہو تو ہم بہت ترقی کر سکتے ہیں۔ پڑھے لکھے اور باشعور لوگوں کو آگے بڑھ کر اپنا کردار ادا کرنا ہوگا تاکہ معاشرے کی ترقی ممکن ہو سکے۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں برسوں لگ جائیں لیکن اگر لوگوں نے خلوص دل سے کام کیا تو حالات بہتر ہو سکتے ہیں۔

ابرار قاضی کا تعلق سندھ جمہوری پارٹی سے ہے وہ اس جماعت کے جنرل سیکریٹری ہیں۔ ان کی جماعت سندھ کے عوام کے لئے لبرل' سیکولر اور جمہوری سیاست کی حامی ہے۔ پیشے کے لحاظ سے وہ ایک تاجر ہیں۔ وہ ایئر کر [illegible] اور ایک عرصے تک [illegible] منسلک رہے ہیں۔ انہوں نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ "اس وقت پورا ملک بدامنی سے دوچار ہے' سماجی بہبود کی تنظیمیں اگر کچھ کرنا چاہتی ہیں تو انہیں اکٹھا ہونا ہوگا ایسی صورت میں وہ ایک لڑی بن سکتی ہیں ہمارے ملک کا سب سے بڑا مسئلہ اچھا طرز حکومت ہے جس نے ہمیشہ شروع ہی سے مایوس کیا اور ایک عام آدمی کو کچھ کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ اس وقت ہر آدمی سیاستدانوں کو برا کہتا ہے کہ انہوں نے قوم کی دولت کو لوٹا ہے لیکن ہر دفعہ انہی لوگوں کو دوبارہ منتخب کرتا ہے۔

شہری معاشرہ سال خوردہ ہو رہا ہے۔ معیشت زبوں حال ہے۔ روزگار پیدا نہیں ہو رہا ہے۔ ملک میں سرمایہ کاری نہیں ہو رہی ہے۔ کراچی میں سندھ کی ۱/۴ چوتھائی آبادی ہے یہاں دماغ اور دولت مرتکز ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ نوجوان آگے بڑھ کر قوم کی تعمیر کریں۔ صحت' انسانی حقوق اور تعلیم کے شعبوں میں کام کرنے کی

> کالج میں دیواریں
> مختلف طلباء تنظیموں کے درمیان
> بٹی ہوئی ہیں جن کے ذریعے ایک دوسرے
> پر الزامات دئیے جاتے ہیں

ضرورت ہے۔ اسی وقت قوم کی تعمیر ممکن ہوسکے گی۔

ناظم ایف حاجی پیشے کے اعتبار سے بزنس مین ہیں لیکن وہ ہمیشہ اہم شہری مسائل کے حل کے لئے وقت نکالتے ہیں۔ انہوں نے سٹیزن پولیس لائیژن کمیٹی (سی پی ایل سی) کے قیام میں سرگرم کردار ادا کیا۔ انہوں نے ایک اور شہری گروپ کو قائم کرنے میں مدد کی ہے جس کا نام ریفارمرز ہے۔ آجکل وہ اس کے جنرل سیکریٹری کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

انہوں نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انسان کو حساس ہونے کے ساتھ تھوڑا سا غصہ ور بھی ہونا چاہئے اپنے اطراف کا گہرا مشاہدہ کرنا چاہئے۔ دوسروں کو الزام دینے کی بجائے خود اچھا بننے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر ہر شخص آج یہ فیصلہ کرلے کہ وہ کوئی غیرقانونی کام نہیں کرے گا اور رشوت نہیں دے گا تو چیزیں خود بخود بہتر ہونا شروع ہوجائیں گی۔

باشعور لوگوں کو ادراک تخلیق کرنا اور پھیلانا چاہئے تاکہ لاعلم یا پسماندہ کو اپنے حقوق کا احساس ہو پھر وہ نسبتاً بہتر پوزیشن میں ہوں گے کہ اپنے نمائندوں کا انتخاب سوچ سمجھ کر کرسکیں۔ جو ان کی بہتری کے لئے کام کریں۔ اپنی خدمت نہ کریں عوام کی حالت بدلیں۔

انہوں نے کہا اس وقت کراچی میں پانی کی قلت ہے۔ ایک ذمہ دار شہری کی حیثیت سے انہیں سکشن پمپ استعمال

موجودہ سیٹ اپ میں تبدیلیاں لانی ہوں گی' ہمیں انقلاب کی ضرورت ہے

نہیں کرنا چاہئے اس طرح وہ اضافی پانی نہیں حاصل کریں اور سبھی کو تھوڑا بہت پانی مل سکے گا۔ اس سماجی ادراک کو تخلیق کرنا بہت ضروری ہے تاکہ لوگ ایک دوسرے کا خیال کریں۔

نوجوانوں کو وقت نکالنا ہوگا وہ اپنے اطراف سماجی و سماجی ایکٹوازم کرسکتے ہیں۔ ہر شخص اپنی مرضی کے میدان میں رضاکارانہ کام کرسکتا ہے۔ ماحول اگر انصاف پر مبنی ہو قانون کی حکمرانی ہو تو لوگ خود سدھر جاتے ہیں۔

شہری برائے بہتر ماحول کے چیئرمین قاضی فائز عیسیٰ نے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا آپ غصہ ہوں اور حساس بھی نہیں لیکن اپنے غصے کو مار پیٹ سے نہ نکالیں بلکہ دوسروں کا خیال کریں۔ ملک نے آپ کو بہت کچھ دیا ہے اسے بھی آپ سے کچھ نہ کچھ ملنا چاہئے۔ ہمیں خود سے کمتر لوگوں کو دیکھ کر اپنی حالت پر شکر بجا لانا چاہئے۔ اپنی ضروریات اور معاشرے کی ضروریات کے درمیان ایک توازن قائم کیجئے۔ شہری سی بی ای کی جنرل سیکریٹری امبر علی بھائی نے کہا کہ سرکاری ملازم عوام کے ملازم ہیں اس لئے ہم ان سے وقت اور پیسے کا سوال کرسکتے ہیں۔ یہ ملک ہمارا ہے اور ہم اس ملک کے لوٹنے والوں کو یوں آزاد نہیں چھوڑ سکتے۔ ہمیں سماجی کاموں کے لئے وقت نکالنا ہوگا اور معاشرے کے مسائل حل کرنا ہوں گے۔

یہ ایک کمیونٹی سروس ہے۔ شہری' نوجوانوں سے یہ توقع کرتا ہے کہ وہ آگے آئیں گے اپنے شہر اپنے ملک کو درپیش مسائل کو حل کرنے کے لئے عملی قدم اٹھائیں گے اور خلوص دل سے ایک بہتر ماحول تخلیق کریں گے۔ آج حال یہ ہے کہ سرکاری میڈیکل کالج میں چند سو روپے فیس ادا کرکے ایک طالب علم ڈاکٹر بنتا ہے لیکن ڈگری حاصل کرتے ہی وہ ملک کو چھوڑ کر زیادہ کمانے کے لئے چل دیتا ہے اس عمل میں قوم نقصان میں رہتی ہے۔ بہترین دماغ سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے اور اس رقم کو بھی کھو دیتی ہے جو ان کی تعلیم اور تربیت پر خرچ ہوا تھا۔ تعلیم یافتہ اور مراعات یافتہ طبقے کو کمیونٹی کی بہتری کے لئے کام کرنا چاہئے۔

تقاریر کے سلسلے کے بعد ایک دلچسپ بحث چھڑی اور سوال و جواب کا سلسلہ چلا۔ طلباء کی اکثریت کا تعلق کراچی یونیورسٹی' این ای ڈی انجینئرنگ یونیورسٹی' داؤد انجینئرنگ کالج' ڈاؤ میڈیکل کالج' سندھ میڈیکل کالج' آئی بی اے اور انڈس ویلی اسکول آف آرٹس اینڈ آرکیٹیکچر سے تھا۔

زہرہ ایم بی اے کی طالبہ تھیں جنہوں نے کہا کہ ہمیں قوانین اور سیٹ اپ کے بارے میں معلومات ہونی چاہئیں ہمیں دوسروں کی مثال نہیں چاہئے ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ہم کون ہیں اور کیا کرنا چاہتے ہیں۔

باقی صفحہ ۲۱ پر

تقاریر کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ

قیصر بنگالی خطاب کر رہے ہیں

سلیقہ انور

تحفظ جنگلی حیات

کیرتھر نیشنل پارک متنازع موضوع بن گیا

کیرتھر پارک ایک تحفظ یافتہ علاقہ ہے جو ۱۱۹۲ مربع میل کے رقبے پر پھیلا ہوا ہے اور پاکستان کے جنوب مشرقی صوبے سندھ میں کراچی سے ۸۰ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

کیرتھر کو ۱۹۷۴ء میں نیشنل پارک یا قومی باغ کا درجہ دیا گیا اور اقوام متحدہ کی ۱۹۷۵ء کی قومی باغات کی فہرست میں اسے لے لیا گیا۔ یہ پاکستان کا پہلا باغ تھا جو کسی ایسی فہرست میں شامل ہوا تھا۔

تو پھر یہ موضوع قومی تنازعہ کیوں بن گیا؟ اس کی وجہ وہ واقعات ہیں جو جولائی ۱۹۹۷ء میں سامنے آئے اس وقت وزارت پیٹرولیم نے لائسنس دیا تھا۔

ڈمبر بلاک کیرتھر نیشنل پارک اور مائل کوہستان جنگلی حیات کی جائے پناہ کے ۹۰ فیصد سے زیادہ حصے کا احاطہ کرتا ہے۔ اس لئے ابتدائی طور پر سندھ کے محکمہ جنگلات اور جنگلی حیات (ایس ایف ڈبلیو ڈی) نے اس اقدام کے خلاف مزاحمت کی کیونکہ وہ علاقے کے انتظام کا ذمہ دار ہے۔ ایس ایف ڈبلیو ڈی نے باغات کی جنگلی زندگی اور ماحول پر تیل اور گیس کی تلاش کی سرگرمیوں کے منفی اثرات کے بارے میں اپنے شدید تحفظات کا اظہار کیا۔

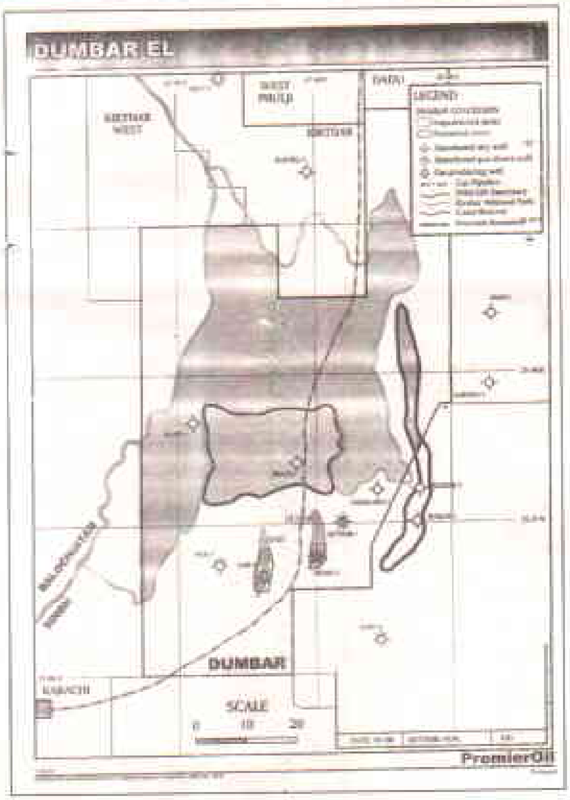

انہوں نے ایسے قوانین کا حوالہ دیا جو محفوظ علاقوں میں ایسی سرگرمیوں پر بندش لگاتے ہیں۔ ان میں تحفظ جنگلی حیات سندھ کا قانون ۱۹۷۲ء۔ سندھ جنگلی حیات ترمیمی بل ۱۹۹۳ء اور ۱۹۹۷ء میں جاری ہونے والا حکومت سندھ کا متعلقہ نوٹیفکیشن بھی شامل ہے۔ کچھ این جی اوز مثلاً بین الاقوامی یونین برائے تحفظ فطرت (آئی یو سی این) نے بھی تحفظات کا اظہار کیا۔ (کیرتھر آئی یو سی این کے مقرر کردہ معیار پر محفوظ علاقے کی کیٹیگری II کی حیثیت سے پورا اترتا ہے)

کچھ عرصہ قبل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ورلڈ وائلڈ لائف فنڈ (ڈبلیو ڈبلیو ایف) اور آئی یو سی این کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا گیا تھا۔ لیکن بعد میں آئی یو سی این نے اس عمل میں حصہ لینے سے انکار کردیا کیونکہ اسے کمیٹی کے کچھ حصے ناقابل منظور تھے جن میں یہ مشورہ دیا گیا تھا کہ متعلقہ قوانین میں مناسب ترمیمات کے امکانات کا جائزہ لیا جائے تاکہ ڈمبر مراعات میں گیس اور تیل کے لئے کھدائی کے عمل کو ممکن بنایا جاسکے۔

اس میٹنگ سے پہلے پریمئر ایکسپلوریشن طاقتور شیل آئل گروپ میں ضم ہوچکا تھا۔ جو ایک بین الاقوامی کمپنی ہے۔ چنانچہ ان کے کاموں میں خاصی قوت حاصل ہوگئی۔

کمپنی کی پہلی میٹنگ ۲۶ جولائی ۱۹۹۹ء کو ہوئی جس میں ملک کی توانائی کی ضرورت کو پورا کرنے پر زور دیا گیا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ حکومت پاکستان کھلے ٹینڈر کے ذریعے ایک آزاد ماحولیاتی مشیر (کنسلٹنٹ) مقرر کرے جو ماحولیاتی اثرات (EIA) کا جائزہ لے تاکہ پارک کی موجودہ ماحولیاتی حیثیت کا تعین کیا جاسکے۔

اس کے بعد ایک ماحولیاتی انتظامی منصوبہ (EMP) وجود میں آیا جو پارکوں کے ماحول پر تیل اور گیس کی تلاش کی سرگرمیوں کے اثرات کا جائزہ لیتا تھا اور تخفیفی اقدامات تجویز کرتا تھا۔ اس وقت معاملات اس نہج پر رکے ہوئے ہیں۔

اگرچہ کہ اس وقت بھی ایس ایف ڈبلیو ڈی اس معاملے پر اپنے تحفظات رکھتا ہے۔ این جی اوز نے حکومت اور تیل

مشہور قلعہ رانی کوٹ

کمپنیوں کے اٹھائے گئے مشترکہ اقدامات پر کھل کر اعتراضات کئے ہیں۔

ملک بھر کی سات این جی اوز نے ایک مشترکہ منصوبہ عمل اختیار کیا ہے۔ جس کا مقصد پارک کی حفاظتی حیثیت کو برقرار رکھنا ہے۔ اس گروپ میں ڈبلیو ڈبلیو ایف، سنگی، ڈیولپمنٹ فاؤنڈیشن، ایس ڈی پی آئی، پائلر، کریڈ الائنس، عورت فاؤنڈیشن اور شرکت گاہ شامل ہیں۔

انہوں نے زور دیا کہ جب واضح الفاظ میں قانون موجود ہے کہ محفوظ علاقے میں تیل و گیس کے لئے کھدائی ممنوع ہے تو حکومت کیرتھر نیشنل پارک میں گیس کی تلاش کی اجازت نہیں دے سکتی اور ماحولیاتی اثرات کا جائزہ (EIA) لینے کے لئے مطالعہ کرنے کی اجازت دینے کا فیصلہ بھی نہیں کرسکتی۔ کیونکہ یہ اصولی طور پر منصوبے کے ساتھ معاہدے کا مفہوم دیتا ہے جس کے خلاف این جی اوز شدید قسم کے تحفظات رکھتی ہیں۔

این جی اوز گروپ نے اس کی بجائے ایک بہت جامع اور غیر جانبدار مطالعے کی تیاری کے لئے تجویز پیش کی جو تحفظ کے نقطہ نظر سے پارک کے لئے ایک انتظامی منصوبہ تیار کرے۔ انہوں نے زور دیا کہ یہ حکومت کے تجویز کردہ مطالعے سے مختلف ہے جو بڑی حد تک محفوظ ہے۔

آئی یو سی این کم و بیش عمل کی اسی لائن کے حق میں ہے۔ لیکن یوں محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے پارک میں مستقبل کی ممکنہ ترقیاتی سرگرمیوں کے لئے خاصی گنجائش چھوڑی ہے کیونکہ انہوں نے اسے پارکوں کے ماحول کے بارے میں گہرے مطالعے اور تجزیئے اور بہت زیادہ حساس ماحولیاتی علاقوں کی نشاندہی سے مشروط کیا ہے۔ آئی یو سی این نے اگست ۱۹۹۹ء میں کیرتھر نیشنل پارک میں گیس کی تلاش کے بارے میں ایک مختصر کیس اسٹڈی کی جس میں تحریر کیا ہے کہ ”یہ مطالعہ پارک کی حیثیت کا سروے کرسکتا ہے اور نتائج کی بنیاد پر بعض جغرافیائی علاقوں کو تحفظ کے لئے ترجیح دینے کی سفارش کرسکتا ہے۔ ان سفارشات پر عملدرآمد کرتے ہوئے پارک کے انتظام کے لئے ایک منصوبہ بنایا جاسکتا ہے۔ یہ منصوبہ تحقیقی مطالعے کے نتائج کی بنیاد پر بعض حصوں میں ترقیاتی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لئے ایک بنیاد بھی مرتب کرسکتا ہے“۔

جب واضح الفاظ میں قانون موجود ہے کہ محفوظ علاقے میں تیل و گیس کے لئے کھدائی ممنوع ہے تو حکومت کیرتھر پارک میں گیس کی تلاش کی اجازت نہیں دے سکتی

اس موضوع پر پریمئر شیل ایکسپوریشن کی تیاری کردہ دو ویڈیوز پر معلومات دستیاب ہیں۔ اس کے علاوہ گروپ نے اپنی پوزیشن کو خاص طور پر اس وقت عوام کے سامنے واضح کرنے سے احتراز کیا ہے۔

وہ اپنی بیان کردہ سابقہ پوزیشن پر اٹکے ہوئے ہیں کہ اول تو ایسے پروجیکٹ کی پاکستان کو ضرورت ہے کیونکہ پاکستان کے گیس کے موجودہ ذخائر تیزی سے کم ہو رہے ہیں۔ اس لئے گیس کے وسیع ذخائر کی تلاش اور ترقی پاکستان کا مہنگے درآمد کردہ سلفر تیل پر انحصار کم کردیں گے۔ صارفین گیس کے استعمال پر تیل کے مقابلے میں کم ادائیگی کریں گے اور پھر قدرتی گیس ایندھن کا وہ ذریعہ ہے جو تیل کے مقابلے میں زیادہ ماحول دوست ہے۔

پریمئر شیل یہ بھی کہتے ہیں کہ ڈرلنگ (کھدائی) کا جو طریقہ وہ اختیار کریں گے وہ بہت حد تک ماحولیاتی تباہی کے امکانات کو کم کردے گا اور حساس ماحولیاتی علاقے پوری طرح محفوظ رکھے جاسکیں گے۔

انہوں نے یہ عندیہ بھی ظاہر کیا کہ

باقی صفحہ ۲۴ پر

نیشنل پارک کیا ہے؟

ایک قومی پارک بہت بڑے رقبے (کم سے کم ایک ہزار ہیکٹر) پر پھیلا ہوتا ہے جہاں۔

- ○ ایک یا بہت سے ماحولیاتی نظام انسانی استحصال اور رہائش سے مادی طور پر تبدیل نہ ہوں۔ جہاں درخت اور حیوانی حیات، ارضی ساخت کی جگہیں اور رہائشی خصوصی سائنسی، تعلیمی اور تفریحی دلچسپی کے حامل ہوں یا جہاں عظیم و لازوال حسن و خوبصورتی کے قدرتی مناظر ہوں۔
- ○ ملک کا اعلیٰ اختیارات کا حامل ادارہ یا فرد جتنی جلدی ممکن ہو اس پورے علاقے سے استحصال یا قبضے کو روکنے یا ختم کرنے کے لئے اقدامات اٹھائے اور ماحولیاتی، ارضیاتی بناوٹ و ساختی یا حسی خدوخال کو برقرار رکھنے کا حکم دے۔
- ○ خصوصی حالات میں لوگوں کو وہاں تفریحی، تعلیمی، ثقافتی اور تخلیقی تحریک کی غرض سے جانے کی اجازت ہو۔

(نیشنل پارک کی یہ تعریف نومبر ۱۹۶۹ء میں نئی دہلی میں ہونے والی آئی یو سی این کی دسویں جنرل اسمبلی نے پاس کی تھی)

پریس میں ماحولیاتی خبروں کو اولین ترجیح نہیں دی جاتی

شہری معاشرے کی بہتری کے لئے حکومت کی طرف سے کسی قسم کی منظم کوششیں نہیں کی جارہی ہیں۔ چنانچہ اس خلاء کو غیرسرکاری تنظیمیں پر کر رہی ہیں۔ شہری سی بی ای فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کے تعاون سے ماحولیاتی صحافت سے متعلق مسائل پر بحث کرنے کے لئے مقامی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے سرکاری اور غیرسرکاری نمائندوں کو مدعو کیا تھا تاکہ مذکورہ خبروں کے لئے حکمت عملی مرتب کی جائے اور یہ معلوم کیا جاسکے کہ ماحولیاتی صحافی ایک موثر اور معلوماتی کردار کس طرح ادا کرسکتا ہے نیز مقامی ابلاغ اور شہری گروپوں کے درمیان ایک موثر اور پیداواری شراکت کے لئے طریقہ کار تلاش کئے جاسکیں۔

مقامی ابلاغ کے ساتھ اس عملی اجلاس میں شہری سی بی ای کے اہم اراکین نے بھی شرکت کی۔ موڈریٹر کے فرائض شہری کے ایگزیکٹو رکن فرحان انور نے سرانجام دیئے۔

بحث ومباحثے کے دوران یہ بات کھل کر سامنے آئی کہ سماجی' معاشی اور ماحولیاتی مسائل کے کوریج کے سلسلے میں علاقائی پریس اور انگلش پریس کے درمیان نمایاں ماہیتی فرق موجود ہے۔

سینئر صحافی غازی صلاح الدین نے پاکستان میں ابلاغ کی مثبت اثرپذیری کی راہ میں حائل تین نمایاں رکاوٹوں مثلاً خواندگی کی کم تر سطح' زبان کی رکاوٹ اور سماجی و معاشی خبروں کی کوریج اور تجزیے کے شعبوں میں اردو پریس کی نشوونما کے رک جانے کی نشاندہی کی۔ ان کے خیال تھا کہ ہمارے ملک میں انگریزی حکمراں طبقے کی زبان اور برتری کی علامت ہے۔ اس حقیقت نے اردو پریس کی ذہنی ترقی کو ضرورت سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے اردو پریس کی پہنچ بہت دور تک ہے لیکن معاشرے میں مثبت تبدیلیاں لانے کی اس صلاحیت سے فائدہ نہیں اٹھایا جارہا۔

اس طرح الیکٹرانک میڈیا بھی وسیع آبادی تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتا ہے لیکن اس پر ریاست کا کنٹرول بہت سخت ہے چنانچہ لوگوں کو ماحولیاتی مسائل سے آگاہ کرنے کی اس سہولت سے فائدہ نہیں اٹھایا جاتا۔

صحافی ش۔ فرخ نے کہا کہ یہ درست ہے کہ اردو پریس کے مقابلے میں انگریزی پریس کی کارکردگی بہتر ہے لیکن مجموعی طورپر ہمارے ابلاغ کا زیادہ زور سیاسی مسائل' جرائم اور اسکینڈلوں پر ہے۔

دی نیوز کے شہباز جیلانی نے کہا کہ ماحولیاتی خبر کو ہمارے پریس میں ایک سادہ سا درجہ حاصل ہے۔ ماحولیاتی خبروں کو کم ترجیح دی جاتی ہے۔ ماحولیاتی کے موضوع

فرحان انور۔ اجلاس کے میزبان

خالد جمیل، غازی صلاح الدین، شاہ زیب جیلانی

رولینڈ ڈی سوزا' خطیب احمد اور قاضی فائز عیسیٰ

مہوش حسین، علی حسن، بھاگونداس، سلیم شہزاد، ریحانہ افتخار، ش۔ فرخ، امبر علی بھائی، سلیقہ انور، ضوفین ٹی ابراہیم، رازشتہ سیٹھنا اور مسز منصور

پر کام کرنے کے لئے زیادہ لوگ آگے نہیں آتے۔

روزنامہ ڈان کی محترمہ **ضوفین** ابراہیم کا خیال تھا کہ کیونکہ ہمارے پریس میں ایسے کسی خصوصی نمائندے کا کوئی خیال موجود نہیں ہے، جس نے کسی خصوصی شعبے میں تربیت لی ہو۔ صحافی خود معلومات حاصل کرتے ہیں اور وقت کے ساتھ مسئلے کے بارے میں افہام و تفہیم حاصل کرتے ہیں۔ ایک ماحولیاتی صحافی کے لئے یہ بہت مشکل ہے کہ وہ ایک موضوع پر کام کرتے ہوئے رابطے اور واسطے پیدا کرکے۔ ان کی پہنچ صرف چند این جی اوز تک ہے ہمیں تو یہ بھی معلومات حاصل نہیں ہیں کہ ایک نیوز رپورٹ یا فیچر لکھتے وقت ہمیں کون کیا اور کتنی معلومات فراہم کرسکتا ہے۔

روزنامہ ڈان کے بھگوان داس نے اس مشاہدے کی تائید کی اور کہا کہ ایک رپورٹ کو تقویت دینے والے متعلقہ مواد کو حاصل کرنا انتہائی مشکل ہے ریویو ڈان کی رازشتہ سیٹھنا نے کہا کہ انسانی دلچسپی کے ایک حساس سماجی یا ماحولیاتی موضوع پر لکھتے ہوئے ایک صحافی کو اس میں خود کو شامل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ مسئلہ کو پوری طرح محسوس کرسکے۔ ایسی ہی لکھی ہوئی خبروں و کہانیوں پر عوام کا مثبت رد عمل ظاہر ہوتا ہے۔

ماہانہ ہیرالڈ کے علی دایان حسن نے کہا کہ صحافیوں سے اعلیٰ سطح کے پیشہ ورانہ کام کا حصول اس لئے بھی زیادہ مشکل ہے کہ ان کی تنخواہیں بہت کم ہیں۔

ہمارے ملک میں انگریزی حکمران طبقے کی زبان برتری کی علامت ہے۔ اس حقیقت نے اردو صحافیوں کی ذہنی ترقی کو ضرورت سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے

شہری کے چیئرمین جناب فائز عیسیٰ نے کہا کہ ہمارے اخبارات کے اندر ایسا کوئی بھی عمل ناپید ہے جو عوامی رائے اور معاشرے میں بدلتے ہوئے رجحانات کی جانچ پڑتال کرسکے۔

پاکستان ٹیلی ویژن کے اقبال جمیل نے کہا کہ ماحولیاتی مسائل ٹیلی ویژن پر سامنے لائے جاتے ہیں لیکن یہاں یہ کوئی اعلیٰ ترجیحی مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک بیزار کن مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔

جناب سلطان نے تجویز پیش کی کہ این جی اوز اور دیگر شہری گروپوں کو کسی نہ کسی طرح ماحولیاتی خبروں کو زیادہ سے زیادہ معلوماتی، دلچسپ، پرکشش اور شاید سنسنی خیز بنا کر ابلاغ کو فروخت کرنا ہوگا۔

میڈیا کے ساتھ یہ عملی اجلاس اس لحاظ سے دلچسپ و کارآمد رہا کہ شہری گروپ اور ابلاغ کے نمائندوں کے درمیان خاصی بے تکلفی سے سماجی، معاشی اور ماحولیاتی مسائل کے بالغ نظر تجزیاتی اور معلوماتی کوریج کے بارے میں بات چیت ہوئی یہ محسوس کیا گیا کہ ایک وسیع تناظر میں ماحولیاتی مسائل کو مناسب درجہ نہیں دیا جاتا اور بڑے اشاعتی اداروں میں بھی اچھے تربیت یافتہ اور اہل ماحولیاتی نمائندوں کا وجود نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ماحولیاتی صحافیوں نے این جی اوز، اعلیٰ تعلیمی اداروں اور تحقیقی و ترقیاتی اداروں سے رابطہ نہیں رکھا حالانکہ مسائل کی کوریج کے لئے ان کی ضرورت ہے۔

اس اجلاس میں یہ احساس بھی مشترکہ تھا کہ ماحولیاتی مسائل پر معلومات، اطلاعات اور تائیدی مواد کا فقدان ہے اور پی ٹی وی پر ماحولیاتی خبر کو اہمیت نہیں دی جاتی بلکہ اس کی کوریج کے معیار اور مقدار دونوں میں بتدریج تنزلی نظر آتی ہے۔

خوش آئند بات یہ ہے کہ ابلاغ میں صحافیوں کو اپنی موجودگی کا احساس دلانے کی خاصی آزادی ہے اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ وہ موضوع کے بارے میں خود کتنی معلومات رکھتے ہیں اور ذمہ داری محسوس کرتے ہیں۔

میڈیا سے متعلق اس عملی اجلاس میں فیچر لکھنے والوں رپورٹوں کو نصیحت و مشورہ اور رہنما خطوط دینے کی سطح پر تو اتفاق رائے نہیں ہوسکا کہ وہ کن مسائل پر لکھیں اور کس طرح لکھیں؟ لیکن اس بات پر ضرورت اتفاق پایا گیا کہ صحافیوں کو مناسب سطح کی آزادی موجود ہے وہ ماحولیاتی جیسے موضوع پر اپنی خواہشات کے مطابق موثر طور پر لکھ سکتے ہیں لیکن یہ بہت ضروری ہے کہ وہ خود موضوع کے بارے میں مناسب علم رکھتے ہوں اور ایمانداری سے مسئلے کی اہمیت سے آگاہی و ہمدردی رکھتے ہوں۔

شہری سی بی ای نے شہری کے تمام بڑے اخبارات کے نمائندوں کو مدعو کیا تھا لیکن اردو اور علاقائی پریس کی غیر موجودگی بری طرح محسوس کی گئی۔

ذرائع ابلاغ میں ماحولیاتی مسائل پر معلومات، اطلاعات اور تائیدی مواد کا فقدان ہے اور پی ٹی وی پر ماحولیاتی خبر کو اہمیت نہیں دی جاتی

یوم اراکین شہری

شہری کے پروگراموں اور منصوبوں کے لئے مشاورت

شہری انتظامیہ اور اراکین ان طریقوں اور ذرائع کے بارے میں بحث و مباحثے کے لئے یکجا ہوئے کہ جن سے شہری منصوبوں اور پروگراموں میں شہری کے اراکین کی زیادہ سرگرم اور پیداواری شرکت کو یقینی بنایا جاسکے اور کام کے نئے میدان اور مسائل کی نشاندہی کی جاسکے۔

فرحان انور ایگزیکٹو رکن شہری سی بی ای نے اس میٹنگ کی صدارت کی انہوں نے اراکین کو مطلع کیا کہ شہری کو کم سے کم افرادی قوت اور معاشی ذرائع حاصل ہیں۔ اس کے باوجود اس نے کراچی میں شہری ترقی کے مختلف سیکٹروں پر اہم مثبت اثرات قائم کئے۔ پھر بھی بیک وقت شہری کی انتظامیہ یہ بھی محسوس کرتی ہے کہ شہری کے اراکین کی ایک بڑی تعداد کی شراکت کو بڑھا کر تنظیم کی سرگرمیوں کے اثر اور حدود میں خاطرخواہ اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

اجلاس کے صدر فرحان انور

اراکین کا انہماک

اس لئے میٹنگ کا بڑا مقصد ان طریقوں اور ذرائع کو تلاش کرنا تھا جن کی بدولت اراکین شہری کے پروگراموں اور منصوبوں میں زیادہ مفید طورپر شامل ہوسکیں۔

سلیقہ انور نے کہا کہ شہری کو اپنی ممبرشپ کو مزید بڑھانے کی ضرورت ہے۔ عامرہ جاوید نے تجویز دی کہ شہری کو محلّہ کمیٹیوں کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے تاکہ عوام کے مزاج کا اندازہ لگایا جاسکے نیز ان کے خدشات و معاملات کی نشاندہی ہوسکے اور بہتری کے لئے حکمت عملی تیار کی جاسکے۔ مصلح الدین کا خیال تھا کہ ایسا ملتا جلتا تعاون کوآپریٹو سوسائٹیوں کے ساتھ بھی پیدا کیا جاسکتا ہے۔

فاروق فضل نے تجویز پیش کی کہ شہری کو اپنے اراکین کی ہمت افزائی کرنی

خطیب احمد

اجلاس کی کارروائی میں بھرپور شرکت کا انداز

چاہئے کہ وہ مختلف شہری اداروں کے خلاف اپنی شکایات کے ساتھ آگے آئیں۔ شہری سیکریٹریٹ ان شکایات کو متعلقہ حکام تک پہنچاسکتا ہے اس طریقے پر شہریوں کی تشویش و مسائل میں خود کو زیادہ شریک کرسکتا ہے۔

محمد علی رشید نے یہ تجویز پیش کی کہ شہری مختلف محلوں میں اپنے سب چیپٹر (ذیلی شاخیں) کھولے۔ اس طریقے پر اس کی ممبرشپ میں اضافہ ہوگا زیادہ مسائل کو اجاگر کیا جاسکے گا اور شہری کی پہنچ بہت زیادہ بڑھ جائے گی۔

اراکین کی یک بڑی تعداد نے شہری کی ذیلی شاخوں (سب چیپٹر) کے خیال کی تائید کی اور یہ عمل کس طرح شروع کیا جائے؟ اس کے بارے میں اپنے مشورے دیئے۔ شہری کی ذیلی شاخیں اپنے محلے میں قائم کرنے کے لئے آٹھ اراکین نے خود کو پیش کیا۔ چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ دلچسپی رکھنے والے اراکین کی ایک علیحدہ میٹنگ ہوگی جس میں شہر میں شہری کی ذیلی شاخیں قائم کرنے کے امکانات کا جائزہ لیا جائے گا۔

اختر زبیری نے تجویز پیش کی کہ شہری شہر میں ایک ہفتہ ماحولیات بنائے۔ جس میں بحث و مباحثے ہوں۔ تصاویر' ماڈلز اور خاکوں کی مدد سے شہر کے مختلف ماحولیاتی مسائل اور ان کے حل اجاگر کئے جائیں۔ اس قسم کا اقدام شہری کے تصور کو بہتر بنائے گا اور متعلقہ کرداروں کے ساتھ زیادہ رابطے پیدا ہوں گے۔ آمنہ

بڑھے گی جو بعد میں شہری کے منصوبوں میں استعمال ہوسکتی ہے۔

نثار بلوچ نے زیادہ ادراک اور اظہار پیدا کرنے کے لئے واک کرنے کی تجویز دی۔ عامرہ جاوید نے ریڈیو پاکستان اور ایف ایم ۱۰۰ چینلوں کے زیادہ سے زیادہ استعمال کی تجویز پیش کی۔

جب اراکین سے ان کے خدشات و معاملات کی ترجیحات دریافت کی گئیں تو اراکین کی اکثریت نے ٹھوس کوڑے کرکٹ کے انتظام کے لئے ووٹ دیا۔ پانی کے تحفظ اور گندے پانی کی ری سائیکلنگ جیسے مسائل کو بھی اجاگر کیا گیا۔ اس سلسلے میں عامرہ جاوید نے تجویز پیش کی کہ شہری کو عوامی رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے سروے کرنے چاہئیں تاکہ اسے اپنے مستقبل کے منصوبوں اور حکمت عملیوں کی تیاری میں مدد مل سکے۔

فرحانہ انور نے کارروائی کو سمیٹا۔ اس میٹنگ کا مقصد شہری کے کام کے بارے میں اراکین سے معلومات حاصل کرنا تھا اس لئے کوئی بڑے فیصلے نہیں کئے گئے۔

لیکن یہ فیصلہ ضرور کیا گیا کہ شہر میں شہری کی ذیلی شاخیں کھولنے کے امکانات کا جائزہ لینے کے لئے ایک میٹنگ مزید ہوگی۔ میٹنگ کے لئے کسی تاریخ کا تعین کا فیصلہ نہیں کیا گیا۔

حاضرین جلسہ

کراچی کی ٹاؤن پلاننگ اور بلڈنگ کنٹرول میں شہری کا کام مقاصد اور فائدے

مقاصد :

- ٹاؤن پلاننگ اور کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کے قواعد و ضوابط کو یکساں اور بہتر بنانا۔
- شفاف جامہ عملی' اطلاعات اور وسیع نشرواشاعت کو یقینی بنانا۔
- پلاننگ' بلڈنگ کنٹرول' شہری انتظامیہ اور یوٹیلٹی اداروں میں مسلسل نگرانی اور مانیٹرنگ کے ذریعے بدعنوان حکام سے نمٹنا۔
- ٹاؤن پلاننگ اور کراچی بلڈنگ اتھارٹی کے قواعد و ضوابط کی جامہ عملی کو یقینی بنانا۔

فوائد

- مناسب اور ضروری رفاہ عام کی خدمات مثلاً پانی' سیوریج' بجلی کوڑا کرکٹ کو اکٹھا کرنا وغیرہ مہیا ہوں گی۔
- مناسب اور جدید بنیادی ڈھانچہ' تعلیم' صحت کی دیکھ بھال' موثر پبلک ٹرانسپورٹ' کشادہ سڑکیں اور ضرورت کے مطابق پارکنگ' مناسب کھلی جگہیں' پارک' کھیلنے کے میدان' اسکول' کاروباری جگہیں بہتر لاء اینڈ آرڈر۔
- قانونی طور پر تیار کئے گئے فلیٹس اور دکانوں کی وقت پر فراہمی اور مناسب معیار (سلامتی' درست منصوبہ بندی' مناسب قیمت)
- تعمیرات میں کسی قسم کا غیرقانونی کام نہ ہو چنانچہ عدالت میں مقدمات جانے یا انہدام کی وجہ سے دیر نہیں ہوگی۔
- شہریوں کے اعتماد میں اضافہ ہوگا کہ قانون کے مطابق انصاف ضرور ملے گا۔

عوام کی طاقت

خطیب احمد

مالکان اور منتظمین

جمود

عوامی بے عملی کا بڑا سبب ہے

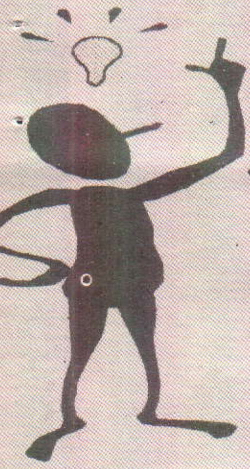

- اپنے فرائض منصبی کو اہلیت اور منظم طریقے سے سرانجام دیں
- بدعنوانیوں کی نہ تو حوصلہ افزائی کریں اور نہ ہی ان میں شامل ہوں
- اپنے ذرائع سے بڑھ کر طرز زندگی اختیار نہ کریں
- تخریبی سرگرمیوں میں ملوث نہ ہوں

اس وقت ایک جمود طاری ہے جو لوگوں کی بے عملی کا ایک بڑا سبب ہے چنانچہ وہ اپنے حالات کو تبدیل کرنے کی کوششیں ہی نہیں کرتے- اپنی حیثیت` اپنے کاموں سے متعلق منیجروں اور ایڈمنسٹریٹروں` منتخب نمائندوں اور سرکاری ملازمین کے بارے میں لوگوں کے ادراک و شعور کو تبدیل کرکے ان مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے- انہیں سرکاری و غیرسرکاری اداروں کی غیراطمینان بخش کارکردگی کے معاملے میں سرگرمی سے تفتیش کرنے` سوال کرنے اور خرابیوں کی درستگی کا مطالبہ کرنے کی اپنی ذمہ داری کو سمجھنا چاہئے-

پاکستان کے ایک شہری کا پہلا عمل

اپنے ملک میں اختیارات کے ڈھانچے کو دھیان میں رکھتے ہوئے اپنی حیثیت کو جاننے و سمجھنے کا ہونا چاہئے اختیارات اور ذمہ داریوں کے نظام مراتب میں شہری کہاں کھڑا ہے؟ ایڈمنسٹریٹرز/منیجرز کہاں کھڑے ہیں؟

پاکستان کا آئین

ملک کے آئین میں شہری کی حیثیت کی تشریح بہت واضح طور پر کی گئی ہے اس میں دیگر دفعات و شقیں بھی ہیں جو بلدیاتی اداروں کو مضبوط کرنے پر زور دیتی ہیں-

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین (۱۲ اپریل ۱۹۷۳ء) کی تمہید

تمہید

پوری کائنات کا مختار کل صرف اللہ کی ذات ہے- اس کی مقرر کردہ حدود میں رہتے ہوئے پاکستانی عوام کا اختیارات کو استعمال کرنا ایک مقدس امانت ہے-

اللہ تعالیٰ خودمختار ہے- اس نے عارضی طور پر پاکستان کے عوام کو اختیارات تفویض کئے ہیں- جنہیں وہ اس کی بیان کردہ حدود کے اندر رہتے ہوئے ایک مقدس امانت کی حیثیت سے استعمال کرسکتے ہیں- چنانچہ پاکستان کے عوام امین اور خلیفہ ہیں وہ ملک کے معاملات میں اختیارات کو استعمال کرنے کے لئے خودمختار ہیں- حقیقتاً یہ ایک اعزاز ہے جس کے ساتھ عظیم تر ذمہ داریاں منسلک ہیں-

"یہ پاکستان کے عوام کی خواہش اور

ارادہ ہے کہ ایک نظم و ضبط قائم ہو"۔

نظم و ضبط تخلیق کرنے کی عوام کی خواہش کے تاثر کے مطابق پاکستان کے عوام کے مفادات کا خیال رکھنے کے لئے تمام ریاستی اور سرکاری ادارے قائم کئے گئے ہیں۔ چنانچہ یہ بات واضح ہے کہ ان کا انتظام بہتر طریقے پر چلانے اور ان کی سلامتی کو قائم رکھنے کی ذمہ داری لوگوں کے کندھوں پر ہے۔ ان اداروں کی منظم کارکردگی کو دیکھنے' نگرانی کرنے' مدد کرنے اور جاننے کی ضرورت ہے اور یہ شہریوں کا فرض ہے۔

شہریوں کا اس ذمہ داری سے روگردانی کرنا ہی بے اطمینانی کی حالیہ صورت کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ کسی ایک ایسے سرکاری ادارے کو تلاش کرنا مشکل ہوگا جس کا انتظام اہلیت و قابلیت سے کیا جارہا ہو۔ مسلسل جمود حالیہ بے چینی کو یقینی طور پر مزید بڑھادے گا۔

اپنے منیجروں کو جانئے

پاکستان کے آئین کے تحت شہری وفاقی/صوبائی حکومتوں یا بلدیاتی/شہری اداروں کے دفاتر و عہدوں پر مخصوص مدت کے لئے منتخب ہوسکتے ہیں کیونکہ انہیں سرکاری خزانے سے تنخواہ ملتی ہے اس لئے یہ منتخب نمائندے بھی منیجروں کے زمرے میں آتے ہیں۔ ان لوگوں کی جانب ان کی ذمہ داریاں و حقوق ہیں جنہوں نے انہیں ان عہدوں کے لئے

شہری کو محلہ کمیٹیوں کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے تاکہ عوام کے مزاج کا اندازہ لگایا جاسکے' نیز ان کے خدشات و معاملات کی نشاندہی ہوسکے

منتخب کیا ہے جن پر وہ فائز ہیں۔ ان ذمہ داریوں اور حقوق کے نمایاں خدوخال یہ ہیں۔

○ اٹھائے گئے حلف کی شرائط کو پورا کرنا۔

○ انتخابات کے وقت رائے دہندگان سے اپنے منشور میں کئے گئے وعدوں پر عملدرآمد۔

○ اپنے حلقہ انتخاب کے ان اراکین کو دستیاب ہونا جنہوں نے اسے منتخب کیا ہے اور سرکاری اداروں کی جانب سے ہونے والے ردعمل/خدمات۔

○ انہیں درپیش مسائل کے حل کے لئے محتسب کی حیثیت سے کام کرے۔

○ بدعنوانی و جانب داری کو ختم کرنا اور اپنے تمام سرکاری و غیرسرکاری معاملات میں ایمانداری سے کام لینا۔

○ اپنے حلقہ رائے دہندگان کی غربت کو ہمیشہ یاد رکھنا اور حکومت کو غیرضروری اخراجات سے روکنے کی کوشش کرنا۔

حقوق

منتخب نمائندے/منیجر اپنے فرائض کی ادائیگی کے بدلے میں مندرجہ حقوق کے حقدار ہوں گے۔

○ پارلیمنٹ' صوبائی اسمبلی اور لوکل کونسلوں کی جانب سے مختلف اوقات میں منظور ہونے والے الاؤنس اور تنخواہ۔

○ وہ قومی اسمبلی' صوبائی اسمبلی اور لوکل کونسلوں سے منظورشدہ مراعات کا حقدار ہوگا۔

سول ملازمین

یہ منیجر واضح خصوصی شرائط کے تحت وفاقی' صوبائی یا بلدیاتی اداروں کے ملازم ہوتے ہیں جو ان کے فرائض و حقوق کا تعین کرتے ہیں۔ ایسے افراد سول سروس ایکٹ ۱۹۷۳ء اور اس کے قواعد و ضوابط کے تحت کام کرتے ہیں۔

فرائض

○ اپنے فرائض منصبی کو اہلیت اور منظم طریقے سے سرانجام دیں۔

○ بدعنوانیوں کی نہ تو حوصلہ افزائی کریں اور نہ ہی ان میں شامل ہوں۔

○ اپنے ذرائع سے بڑھ کر طرززندگی اختیار نہ کریں۔

○ تخریبی سرگرمیوں میں ملوث نہ ہوں۔

○ سیاست' سیاسی سرگرمیوں' صوبائیت' تعصب' خویش پروری' جانبداری اور انتظامی کارروائیوں میں ملوث نہ ہوں۔

اگر منیجر مندرجہ بالا تعریف کے مطابق اپنے فرائض کی ادائیگی نہیں کررہا ہے تو وہ ایکٹ/رولز (ای ایس ٹی اے کوڈ۔ باب پنجم' صفحہ ۴۰۱-۵۹۸) کے تحت غیرذمہ داری اور لاپرواہی کا مرتکب ٹھہرے گا۔ چنانچہ اس کے خلاف تادیبی کارروائی کی جاسکتی ہے۔ غیرذمہ داری اور لاپراہی سے مراد سچائی اور ایمانداری کے خلاف تعصب یا دفتری نظم و ضبط کی خلاف ورزی یا گورنمنٹ سروتس ایکٹ رولز ۱۹۶۴ء کی خلاف ورزی ہے۔ یا وہ ایک ناموزوں افسر بن جائے اور ایک شریف النفس انسان نہ رہے یا گورنمنٹ/پبلک ملازم ہوتے ہوئے سیاست کرے۔ یا براہ راست بیرونی اثر قبول کرے یا تعیناتی' ترقی' تبادلے' سزا' ریٹائرمنٹ کے

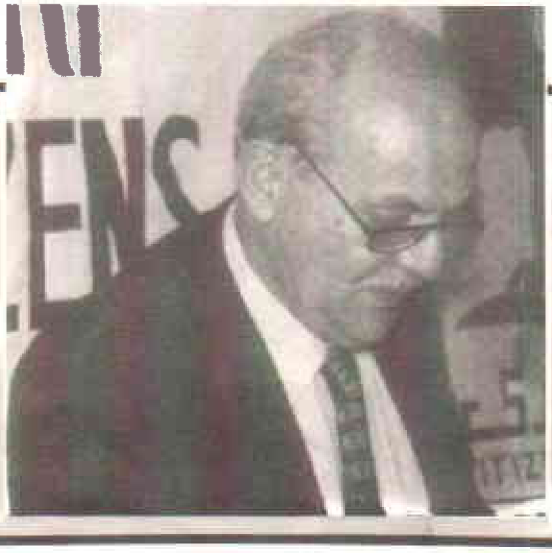

شہری کی سرگرمیوں کے لئے ایک قابل قدر زر

جناب نعیم الرحمٰن شہر کے ایک قابل اور معزز وکیل ہیں جنہوں نے پیچیدہ عوامی دلچسپی کے مقدمات میں شہریوں کی مدد اور رہنمائی کرکے ایک پائیدار شہرت حاصل کی ہے۔ شہری نے بھی شہریوں کے مفاد میں کئے جانے والے اپنے مقدمات میں ان کی پیشہ ورانہ مدد حاصل کی ہے ہمیں ایسے ہی باشعور اور ماحولیات دوست وکیلوں کی ضرورت ہے جو مثالی کردار ادا کرسکیں۔

سلسلے میں یا سرکاری ملازم کی خدمات کی دیگر شرائط میں مذکورہ کسی سرگرمی میں ملوث ہو۔ اگر اس پر ایسی کسی غیرذمہ داری کا الزام ثابت ہوتا ہے تو وہ متعلقہ قوانین (جن کا اوپر ذکر آیا ہے) کے تحت سزا کا حقدار ہوگا اور اسے نیچے درج شدہ سزا یا جرمانے کے مطابق معمولی یا بڑی سزا دی جاسکتی ہے۔

معمولی سزائیں

○ ملامت

ایک خاص مدت تک ترقی یا سالانہ ترقی کو روکنا۔ دوسری صورت میں اسے ترقی یا مالی و معاشی ترقی کے لئے ناموزوں قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس سزا کے اطلاق کا فیصلہ ملازمت یا عہدے سے متعلق قواعد و ضوابط کے مطابق ہوگا۔

ایک خاص مدت کے لئے اہلیت کی رکاوٹ۔ دوسری صورت میں اسے اس اہلیت کی رکاوٹ کو عبور کرنے کے لئے ناموزوں بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس کی غفلت یا امکانات کی خلاف ورزی کے باعث حکومت کو پہنچنے والے نقصان کے تین حصے یا کوئی بھی حصہ اس کی تنخواہ سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

بڑی سزائیں

○ کم تر عہدے پر تنزلی یا اس کی بنیادی تنخواہ میں کمی یا کم تر عہدے پر بنیادی تنخواہ میں کمی۔

○ لازمی ریٹائرمنٹ

○ ملازمت سے نکال دینا

○ ملازمت سے برطرفی

ملازمت سے نکال دیئے جانے کے بعد کوئی فرد مستقبل میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا اہل ہوتا ہے لیکن برطرفی کی صورت میں وہ کبھی بھی سرکاری ملازمت کا اہل نہیں ہوگا۔

اس قاعدے میں ملازمت سے نکال دینے یا برطرف کردینے میں کسی فرد کی بریت شامل نہیں ہے۔

آزمائشی مدت کے لئے تقرری' آزمائشی مدت کے دوران یا تربیت کے دوران اس پر قواعد و ضوابط لاگو ہوں گے۔

تقرری کی مدت کے خاتمے پر تقرری یا معاہدے کے تحت عارضی تقرری۔

معاہدے کی شرائط کے مطابق معاہدے کے تحت کام کرنا۔

سرکاری ملازم کے کسی غیرذمہ دارانہ رویئے و عمل کے خلاف تادیبی کارروائی کے لئے مندرجہ بالا طریقہ کار پر عمل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اگر سرکاری ملازم تخریب کاری' بدعنوانی یا غیرذمہ داری و لاپرواہی میں ملوث پایا گیا ہے تو مجاز آفیسر اسے رخصت پر بھیج سکتا ہے یا اعلیٰ حکام کی منظوری سے اسے معطل کرسکتا ہے۔ لیکن ایسی رخصت یا معطلی کو جاری رکھنے کے لئے ہر تین ماہ بعد حکام اعلیٰ کی منظوری درکار ہوگی۔ لیکن جہاں اتھارٹی صدر یا وزیراعظم ہوں تو اتھارٹی کے اختیارات اس شق کے تحت اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کا سیکریٹری استعمال کرے گا۔

مجاز آفیسر کیس کے حقائق کی روشنی میں یا انصاف کے مفاد میں ایک تحقیقاتی افسر یا تحقیقاتی کمیٹی کے ذریعے تحقیقات کرانے کا فیصلہ کرے گا اگر وہ یہ فیصلہ کرتا ہے تو قواعد نمبر۶ میں اس کا طریقہ کار واضح ہے۔

منیجر کے حقوق

(سول سرونٹ) منیجر اپنی ذمہ داریوں و فرائض کی انجام دہی کے بدلے میں مندرجہ فوائد کا حقدار ہے۔

○ اس پر لاگو قواعد و ضوابط کے مطابق تنخواہ۔

○ قواعد کے مطابق چھٹیاں' چھٹی کی اجازت کا انحصار خدمات کے اداروں اور ادارے/شعبے اور مجاز آفیسر کی صوابدید پر ہوتا ہے۔

○ ملازمت سے ریٹائرمنٹ پر پنشن اور گریجویٹی ملتی ہے۔ موت کی صورت میں اس کے خاندان کو پنشن/گریجویٹی یا دونوں ملتے ہیں۔ ملازمت سے برطرفی کی صورت میں اسے ان دونوں سہولتوں سے محروم ہونا پڑتا ہے۔

○ قواعد کے مطابق پروویڈنٹ فنڈ۔

○ بنیولینٹ فنڈ اور گروپ انشورنس بھی قواعد کے مطابق ملتی ہے۔

○ قواعد کے مطابق اپیل کا حق/ نمائندگی اور مشکلات و دشواریوں کو دور کرنا۔

اگر ہم بلدیاتی اداروں کی بات کریں تو آئین میں خصوصی دفعات موجود ہیں۔ جو بلدیاتی اداروں کو فروغ اور حکومتی انتظامیہ کی مرکزیت کو ختم کرتی ہیں (دفعہ ۳۲) تاکہ عوام کی سہولت کے کاموں کو تیزی سے نمٹایا جاسکے۔ (دفعہ ۱-۳۷)

دفعہ ۳۲ : بلدیاتی اداروں کا فروغ

ریاست کو بلدیاتی اداروں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے جو متعلقہ علاقوں کے منتخب نمائندوں پر مشتمل ہوں اور ان اداروں میں کسانوں' کارکنوں اور خواتین کو خصوصی نمائندگی دی جائے گی۔

دفعہ ۳۷ (i) :

سماجی انصاف کا فروغ اور سماجی برائیوں کا خاتمہ

حکومتی انتظامیہ کی مرکزیت کو ختم کرنا تاکہ اس کی کارکردگی کو تیزتر کیا جائے اس طرح عوام کی ضروریات اور سہولتوں کو پورا کیا جاسکے گا۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو دوسروں کی زندگی میں خوشیاں لاتے ہیں

شہری کے منتظم' انتظامیہ اور مجلس عاملہ کے اراکین جناب ہمایوں قریشی رکن شہری اور ان کے خاندان سے ان کے بیٹے عمر قریشی کی بے وقت موت پر اظہار تعزیت کرتے ہیں جو کہ کراچی میں ۱۲ ربیع الاول (۲۷ جون ۱۹۹۹ء) کو ڈوب کر ہلاک ہوئے تھے۔

وجیہہ و شکیل اور ہمیشہ مسکرانے والے ۱۹ سالہ عمر اپنے نوجوان کزن کی زندگی بچاتے ہوئے موت کا شکار ہوئے۔ وہ غلام اسحاق خان انسٹی ٹیوٹ صوبہ سرحد کے طالب علم تھے۔ شطرنج کے کھیل کے چیمپئن تھے۔ بی وی ایس اسکاؤٹ بھی تھے۔ عمر اپنے ہر ملنے والے کو حد درجہ متاثر کرتے تھے۔ خدا ان کی روح کو جنت میں جگہ دے۔ آمین

شہری قریشی خاندان کی جانب سے تمام پکنک منانے والوں سے یہ بھی اپیل کرتا ہے کہ وہ مون سون کے موسم میں سمندر میں نہانے سے گریز کریں۔

نویدہ علی

انٹرویو

معیارات اداروں میں محتاط کلچر تخلیق کرتے ہیں
نعیم صادق

نعیم صادق ڈائریکٹر کوالٹی کنسرن ہیں۔ انہوں نے شہری کی نویدہ علی سے بات چیت کے دوران پاکستان میں انتظامی معیارات کو نافذ کرنے کے عمل کے بارے میں بتایا اور متعلقہ مسائل و خدشات کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

○ سوال۔ ہمیں اپنے ادارے کے بارے میں بتائیے اور یہ بھی بتائیے کہ وہ کن میدانوں میں کام کرتا ہے؟

☆ جواب۔ کوالٹی کنسرن ایک مشاورتی ادارہ ہے جو کوالٹی مینجمنٹ' ماحولیاتی انتظام اور پیداواری بہتری کے نظام میں مشاورت' تربیت اور آڈیٹنگ کے لئے مخصوص ہے۔

یہ ادارہ ۱۹۹۵ء میں قائم ہوا پاکستان میں خصوصی تربیت یافتہ انتظامی نظاموں کے اس میدان میں اولین کام کرنے والوں میں ایک ہے اور دنیا میں ان چند مشاورتی و تربیتی اداروں میں ایک ہے جنہیں خود آئی ایس او ۹۰۰۱ کوالٹی سسٹمز اسٹینڈرڈ کا سرٹیفکیٹ حاصل ہے۔ یہ ۶۰ سے زائد مینوفیکچرنگ اور سروس سیکٹر کے اداروں کو تیکنیکی اعانت فراہم کرچکا ہے۔ پاکستان میں مذکورہ میدانوں میں چار ہزار سے زائد منیجروں کو تربیت دے چکا ہے کوالٹی کنسرن کو جولائی ۱۹۹۷ء میں آئی ایس او ۹۰۰۱ معیارات کا سرٹیفکیٹ مل چکا ہے۔

ہم مندرجہ تین مختلف شعبوں میں کام کرتے ہوئے مشاورت اور تربیت فراہم کرتے ہیں۔ آئی ایس او ۹۰۰۰ کوالٹی مینجمنٹ سسٹمز' آئی ایس او ۱۴۰۰۰ ماحولیاتی مینجمنٹ سسٹمز' پیداواری بہتری کی تیکنیک۔

○ سوال۔ پہلے آئی ایس او اسٹینڈرڈ کب تیار ہوئے اور ان نظاموں کو بنانے کے پس پردہ کون سی وجوہات تھیں؟

☆ جواب۔ ۱۹۸۷ء میں معیارات کی آئی ایس او ۹۰۰۰ سلسلے وجود میں آئے۔ مقصد یہ تھا کہ ادارے انتظامی نظام بنانے کے اہل ہوجائیں۔ تاکہ وہ اپنے صارفین کی مخصوص ضروریات کے مطابق اپنی مصنوعات تیار کرنے اور فروخت کے قابل ہوسکیں۔ یہ معیارات اس لئے بھی ڈیزائن کئے گئے تھے کہ اداروں میں ایک محتاط کلچر تخلیق کیا جاسکے اور وہ اپنی مصنوعات اور عمل کے معیار کو مسلسل بہتربنانے کے اہل ہوسکیں۔

○ سوال۔ دنیا بھر میں مختلف صنعتی ترقی کے وہ کون سے قابل پیمائش مثبت اثرات حاصل کرنے کے قابل ہوئے ہیں؟

☆ جواب۔ کچھ مطالعوں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ معیار کے مختلف پہلوؤں میں ۲۰ سے ۳۰ فیصد بہتری ہوئی ہے۔ مثلاً ضیاع' دوبارہ کام اور اسکریپ وغیرہ میں کمی ہوئی ہے۔

○ سوال۔ ہمیں پاکستان کے تجربے کے بارے میں کچھ بتائیے؟

☆ جواب۔ پاکستان میں رسمی مطالعے دستیاب نہیں ہیں جو یہ ظاہر کرسکیں کہ صنعت کو کتنا فائدہ پہنچا ہے۔ لیکن پھر جو کچھ ہوا ہے وہ ایک تنظیم و ادارے کے اندر ہونے والی مختلف سرگرمیوں کی ایک بہتر تعریف ہے اور ان سرگرمیوں کو سرانجام دینے کے لئے واضح ذمہ داریاں وجود میں آچکی ہیں۔ دستاویزات کی سطح بہتر ہوئی ہے اور اس کے ساتھ شفاف عمل کی سطح بھی بڑھی ہے شاید ایک عظیم بیداری پیدا ہوئی ہے کہ معیار کیا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ صنعت کو حاصل ہونے والا یہ ایک اولین فائدہ ہے اب معیار یا کوالٹی ایک ایشو ہے۔

○ سوال۔ آئی ایس او اور معیارات کے بارے میں حکومت پاکستان کی پالیسی کیا ہے؟

☆ جواب۔ جن صنعتوں نے آئی ایس او ۹۰۰۰ سرٹیفکیٹ حاصل کیا ہے ان کی تلافی یا امداد کے لئے حکومت کی ایک ترغیبی اسکیم ہے اور جہاں تک مجھے علم ہے اس اسکیم کی بہت تشہیر بھی ہوئی تھی لیکن اس پر عمل درآمد کم ہوا ہے اس کا آپریشن بھی بہت تکلیف دہ اور نوکرشاہی ہے چنانچہ یہ ایک ترغیب کی بجائے بددل کرنے والی اسکیم ہے۔

○ سوال۔ یہ خدشہ پایا جاتا ہے کہ بڑی ملٹی نیشنل گروپوں کو یہ معیارات قبول کرنا بہت آسان لگیں گے لیکن چھوٹی مقامی صنعت کو جدوجہد کرنی پڑے گی آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

☆ جواب۔ یہ خدشہ بے بنیاد ہے۔ آئی ایس او ۹۰۰۰ معیارات کو اپنانے کے لئے ایک ملین ڈالر خرچ کرنا پڑتے ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک پہاڑ کی چوٹی کو سر کیا جائے بس اس کو سیکھنے اور سمجھنے کی ہی تو ضرورت ہے اور انہیں ایک ادارے میں اس کے سائز اور کام کی نوعیت سے قطع نظر نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔

○ سوال۔ یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ

تیسری دنیا میں واقع چھوٹے اور درمیانی سطح کے صنعتی یونٹوں کی مقابلے اور برآمدات کی اہلیت کو ان معیارات نے بری طرح نقصان پہنچایا ہے۔ کیونکہ انہیں زبردستی ان پر عائد کیا گیا ہے یہ معیارات ان کے حالات کار اور معاشی و سماجی رجحانات کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتے۔

☆ جواب۔ تیسری دنیا کے مسائل میں سے ایک مسئلہ "وہم" ہے کہ ہر نئی چیز کو شک و شبہ سے دیکھنا ہے۔ میرا یقین ہے کہ ایک تہذیب کی کامیابی کا دارومدار اچھی چیزوں کو قبول کرنے کی صلاحیت میں ہے۔ اس بات سے قطع نظر کہ ان کا تخلیق کار کون ہے؟ اور بری چیزوں کو رد کرنے کی صلاحیت نہیں ہے قطع نظر اس کہ ان کا منبع کون ہے؟

تیسری دنیا کا ایک صنعتی ادارہ اسی وقت خود بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتا ہے جب وہ معیار اور مقدار کا خیال رکھے اور ہماری ثقافت یا اقدار سے متصادم نہیں ہے اگر یہ ہم سے کچھ چاہتا ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ "ہم جو کچھ کہتے ہیں اس پر عمل کریں اور وہی کچھ کہیں جو ہم کرتے ہیں"۔

تیسری دنیا کے مسائل میں ایک مسئلہ وہم ہے کہ ہر نئی چیز کو شک و شبہ سے دیکھنا' تہذیب کی کامیابی کا دارومدار اچھی چیزوں کو قبول کرنے کی صلاحیت میں ہے

○ سوال۔ پاکستان میں آئی ایس او ا۔۱۴۰۰۰ معیارات کو لاگو کرنے کی حیثیت کیا ہے؟

☆ جواب۔ میری معلومات کے مطابق پاکستان میں صرف چار کمپنیوں کو اب تک آئی ایس او ۱۴۰۰۰ معیارات کا سرٹیفکیٹ ملا ہے۔ پاکستان میں اس معیار کی حیثیت و صورتحال کی وضاحت کے لئے یہ ہی کافی ہے۔

○ سوال۔ آئی ایس او ا۔۱۴۰۰۰ معیارات اور دیگر قومی ماحولیاتی معیارات مثلاً این ای کیو ایس کے درمیان کیا رشتہ ہے اور رقم فراہم کرنے والے ادارے مثلاً عالمی بینک' ایشیائی ترقیاتی بینک وغیرہ کی ضروریات کیا ہیں؟

☆ جواب۔ این ای کیو ایس قومی ماحولیاتی معیارات ہیں جو ان مختلف نقصان دہ مواد کی زیادہ سے زیادہ سطح کی وضاحت کرتے ہیں جن کی اجازت کسی صنعتی ادارہ کو فضا' پانی اور زمین میں خارج کرنے کے لئے ملتی ہے۔ چنانچہ یہ ایک معیاری انتظامی نظام میں پیداوار کے معیارات سے مشابہہ ہیں۔ جبکہ دوسری طرف آئی ایس او ۱۴۰۰۰ ایک ماحولیاتی انتظامی معیار ہے جو انتظامیہ سے ایک پالیسی' مقاصد' منصوبہ' طریقہ کار باقاعدہ معائنہ و جائزہ اور تنظیمی ڈھانچہ چاہتا ہے۔ جو اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اس کے ساتھ باضابطہ معیارات مرتب ہوں۔ اگر مجھے اپنی کمپنی میں ایس آئی او ۱۴۰۰۰ معیارات کے لئے درخواست دینی پڑے تو میں نہیں سمجھتا کہ عالمی بینک یا اے ڈی بی کو اس سے کچھ فرق پڑے گا یا ان کا کچھ اس سے لینا دینا ہوگا۔

○ سوال۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ پاکستانی صنعتی شعبہ آئی ایس او ا۔۱۴۰۰۰ کی منظور کردہ آلودگی کو کنٹرول کرنے والی ٹیکنالوجی کی درآمدگی میں وسیع پیمانے پر سرمایہ کاری کرنے کی پوزیشن میں ہے؟

☆ جواب۔ اگر میکڈونلڈ اور کے ایف سی پاکستان کے مختلف شہروں میں اپنی شاخیں کھول سکتے ہیں تو شاید ہمیں یہ معلوم کرنا پڑے گا کہ کچھ اور ادارے ری سائیکلنگ پلانٹس اور منافع میں مفید باہمی شرکت کو کس طرح چلا کر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ہر ادارے کو اپنے خارج شدہ نقصان دہ مواد کی سطح کے مطابق قیمت چکانی پڑتی ہے۔ چنانچہ بہتر حال اور طریقہ کار کو استعمال کرنا ہی ایک فطری ترغیب ہے۔

شہریوں کی قوت کا اظہار

سپریم کورٹ کے حکم بتاریخ ۳ مئی ۱۹۹۹ء کے تحت میسرز ایکسل بلڈرز نے رسوائے زمانہ گلاس ٹاورز کے غیر قانونی طور پر تعمیر شدہ حصے کو منہدم کرنا شروع کردیا ہے۔ شاپنگ سینٹر و آفس کمپلیکس کے تقریباً ۳۰ فٹ حصے کو منہدم کیا جائے گا جو ۲۰۰ فٹ لمبائی پر پھیلا ہوا ہے۔ دوسری صورت میں یہ تعمیر مین کلفٹن روڈ کی توسیع کی راہ میں رکاوٹ بنتی۔

اس سنگین غیر قانونی کام کا مداوا چاہنے کی شہریوں کی کوششوں میں شہری ہمیشہ آگے آگے رہا ہے اور ماحولیات کا احساس شعور رکھنے والی عدلیہ کی مدد سے جو انصاف ہوا' وہ سبھی نے دیکھا۔ ماحولیات دوست شہری اس کامیابی سے جہاں خوشی سے پھولے نہ سمائے وہاں انہوں نے اس حقیقت کا ادراک بھی کیا کہ بہتر ماحول کے لئے جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی ہے بلکہ ابھی تو اس کا آغاز ہوا ہے۔

فوری اصلاح کی ضرورت ہے

کہکشاں اسکیم نمبر۵ کے بلاک نمبر۴ کے ایک مکان نمبر ۳/۷ ایف میں ایک اسکول "ملینم" اور "مونٹیسوری/ کنڈرگارٹن" "الیگسنڈرا پلے ہاؤس" کے ناموں سے قائم ہوا ہے۔

کلفٹن کے بلاک چار کے اس رہائشی پلاٹ کا تجارتی استعمال جیسے نجی اسکول کا قیام لیز کی شرائط کی واضح خلاف ورزی اور کے ڈی اے کی پالیسیوں اور کلفٹن کنٹونمنٹ بورڈ کی پالیسیوں کے برعکس ہے۔

کلفٹن کنٹونمنٹ بورڈ کو فوری طور پر مالک کو نوٹس جاری کرنا چاہئے تاکہ اس بے قاعدگی کو درست کیا جاسکے اور اسکول کو ہٹایا جاسکے۔

اسکولوں کے بے قاعدہ قیام کا مطلب تجارتی سہولتوں کا بہت زیادہ شدت کے ساتھ استعمال ہے۔ جس کے لئے رہائشی علاقوں کی ڈیزائننگ نہیں ہوتی ہے۔ اس کا مطلب علاقے کے رہائش کنندگان کے معیار زندگی کی تنزلی بھی ہے۔ مذکورہ اسکول ایک ڈوپلکس میں کھولا گیا ہے جو ایک پتلی سڑک پر واقع ہے۔ جس سے ٹریفک کی بھیڑ میں خصوصاً اسکول کے کھلنے اور بند ہونے کے اوقات میں بہت زیادہ اضافہ ہوگا اور علاقے میں رہائش پذیر لوگوں کی آمد و رفت اگر ناممکن نہ ہوتی تو انتہائی مشکل ضرور ہو جائے گی۔

علاقے میں بے قاعدہ طریقے سے نئے اسکولوں کے قیام کی اجازت میں نرمی نہ صرف علاقے کے غیر رہائشی مالکان کو اپنے مکانات کو زیادہ کرائے پر دینے میں اکسائے گی بلکہ تجارتی عمل کو تیز تر کردے گی جس سے جائز رہائش کنندگان کے ماحول کو نقصان پہنچے گا۔

اس سارے معاملے میں قانون کی پاسداری نہیں ہو رہی ہے جائز رہائش کنندگان اور دیگر کو بے آرام اور بے سکون کیا جارہا ہے۔ مناسب حالات زندگی کے حق کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ ہم کلفٹن کنٹونمنٹ بورڈ سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ بے قاعدہ اسکول کو کھولنے سے روکنے کے لئے فوری قدم اٹھائے۔

رہائش کنندگان بلاک ۴
کہکشاں اسکیم نمبر۵
کلفٹن۔ کراچی

مبارکباد

شہری انتظامیہ، تنظیم اور مجلس عاملہ کے اراکین جناب تسنیم احمد صدیقی ڈائریکٹر جنرل سندھ کچی آبادی اتھارٹی (ای کے اے اے) کو سرکاری ملازمت امتیازی کارکردگی پر بین الاقوامی رامن میگسیسے ایوارڈ اور حکومت پاکستان کی جانب سے ستارہ امتیاز ملنے پر اپنی دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

جناب صدیقی اپنے کام کے ساتھ بے لوث و بے غرض وابستگی رکھتے ہیں جو ایک عظیم اعزاز ہے۔ ہماری سرکاری خدمات کے شعبے کے اطراف پھیلی ہوئی مایوسی و بدنظمی کے درمیان وہ ہمارے شہری معاشرے کے تمام شعبوں کے لئے ایک بہتر مستقبل کی تخلیقی تحریک اور امید کے روشن مینار کی طرح سب سے الگ و منفرد نظر آتے ہیں۔

انتظار کا کھیل

اس پاک سرزمین میں ہم اپنے بنیادی حقوق جو زندگی کے لئے لازمی اور اہم ہیں۔ مثلاً پانی (صاف پانی کا تذکرہ ہی کیا) اور بجلی سے محروم ہیں۔ ایک دوسرے سے انتہائی نزدیک واقع اپارٹمنٹس میں لوگ ٹھونسے ہوئے ہیں۔ جہاں سانس لینا دشوار لگتا ہے۔ جہاں ہوا نہیں ہے۔ ہم کھانا پکاتے ہیں۔ نہاتے ہیں اور تمام دن مطالعہ کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ بجلی غائب نہ ہو۔ کیونکہ جب وہ جاتی ہے تو پھر گھنٹوں واپس نہیں آتی اور بجلی آتی ہے تو بھی صرف اپنی موجودگی کی یاددہانی کرانے کے لئے آتی ہے۔ تقریباً گھنٹہ بھر بجلی کے اتار چڑھاؤ سے جنگ کرنے کے بعد جب حالت سدھرتی ہے تو وہ پھر غائب ہو جاتی ہے یہ اذیت ناک صورتحال رات کے وقت بھی جاری رہتی ہے۔ اس سارے حصے کے دوران ہم بچوں کو امتحان دینے کے لئے بھی بیٹھنا پڑتا ہے۔ ہوا اور روشن دان نہ ہونے کی وجہ سے ہم پسینے میں شرابور ہوتے ہیں اور ہمارا سانس پھولنے لگتا ہے۔ ہمیشہ کی طرح' طرح دے جانے والی بجلی کی غیر موجودگی میں کیا ہوتا ہوگا اس کا اندازہ آپ لگاسکتے ہیں۔ یہ کراچی کی گرمیوں کے دن اور راتیں ہیں۔

ذرا ان لوگوں کا تصور کیجئے جو سارا دن کام کرتے ہیں اور گھر آتے ہیں تو ان کا استقبال کھولتی ہوئی گرمی کرتی ہے۔

پانی کی صورتحال اور بھی خراب ہے۔ عام طور پر پانی ناپید ہے۔ جب کبھی کبھار پانی کی سپلائی ہوتی ہے تو اس کی مقدار بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ ہمارے نلکے زنگ آلود ہوگئے ہیں۔ کیونکہ وہ مشکل ہی سے استعمال ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہمارا پانی کا مسئلہ اس وقت حل ہوتا ہے جب ہم پانی کے ٹینکروں سے رجوع کرتے ہیں۔ ہم ان سے صبح بات کرتے ہیں تو وہ رات کو پانی لے کر پہنچتے ہیں۔

> ہم پانی کا انتظار کرتے ہیں
> ہم بجلی کے منتظر رہتے ہیں'
> ہم اچھی تعلیم کا انتظار کرتے ہیں

ہم بچوں کو "ملک کا سرمایہ" کہا جاتا ہے۔ "کیسا سرمایہ" مجھے شرمندگی محسوس ہوتی ہے۔

ہم نے شاید شاہین اور غوری چلائے ہیں۔ اپنی ایٹمی قوت سے چاغی کی پہاڑیوں کی کمر توڑ دی ہے اس کے باوجود ہم پانی کا انتظار کرتے ہیں۔ ہم بجلی کے منتظر رہتے ہیں۔ ہم اچھی تعلیم کا انتظار کرتے ہیں لیکن بہت سوں سے بہتر حالت میں ہیں۔ ان لوگوں سے جنہیں پانی' بجلی اور تعلیم میسر نہیں۔ حقیقتاً وہی لوگ اکثریت میں ہیں۔

شاید میرے پوتے پوتیاں' نواسے نواسیاں بھی اس انتظار میں شامل ہوں گے۔ یہ ایک امید ہے جو میرے دل میں روشن ہے کہ ایک دن چیزیں بہتر ہوں گی جبکہ منطق مجھ سے یہ کہتی ہے کہ کبھی بھی کچھ بہتر نہیں ہوگا۔ لیکن اگر ہم امید کا دامن چھوڑ دیں تو سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ اللہ نے ہم سے انتظار کرنے اور اس پر یقین کرنے کے لئے کہا ہے اور میں یہی کچھ کرنے والی ہوں۔ اس لئے اے خدا میری مدد کر۔

(عائشہ مینگل طالبہ ہیں)

شہری کے لئے رضاکاروں کی ضرورت ہے

شہری کے مختلف منصوبے ذیل میں درج چھوٹی کمیٹیوں کی وساطت سے چلائے جاتے ہیں۔

- ○ آلودگی کے خلاف۔
- ○ میڈیا اور پبلک ریلیشنز (تعلقات عامہ)
- ○ قانونی (غیر قانونی عمارتیں)
- ○ تحفظ اور ورثہ (پرانی عمارتیں)
- ○ پارکس اور تفریح
- ○ مالی حصول

ہر وہ شخص جو شہری کے جاری اور مستقبل کے منصوبوں کے لئے مدد (رقم نہیں) کرنا چاہے اس سے گزارش ہے کہ وہ شہری کے دفتر تشریف لائیں یا فون' فیکس یا ای میل کے ذریعے شہری کے سیکریٹریٹ سے رابطہ کریں۔

شہری کے اراکین ... زندہ باد

اعلیٰ نصب العین کے حصول کی جانب پہلا قدم

کورنگی میں شہری کے رکن حاجی عبدالستار نے اپنے والد کی یاد میں حاجی ہارون عیسیٰ آگاریا اسکول کھولا ہے جو اس علاقے کے ایسے لوگوں کے بچوں کو مفت تعلیمی خدمات فراہم کرے گا جو اپنے بچوں کے تعلیمی اخراجات برداشت نہیں کرسکتے۔ بچوں کو نصابی مواد، قلم پنسل اور دیگر تعلیمی مواد بھی مفت فراہم کیا جائے گا۔

اسکول کا انتظام حاجی عبدالستار اپنی بہن رحمت بی بی کے ساتھ مل کر چلا رہے ہیں۔ کلاسیں باقاعدگی سے شام کے وقت ۴ بجے سے سات بجے تک کے جاری ہیں۔ اسکول پہلی کلاس سے پانچویں کلاس تک ہے۔

شہر کے مختلف علاقوں میں ایسے مزید ماڈ اسکول کھولنے کے منصوبے زیرغور ہیں۔ حاجی عبدالستار کے مطابق اس اسکیم کا بنیادی و بڑا مقصد ملک کے دو بڑے خطرات ناخواندگی اور بیروزگاری سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے۔ وہ یقیناً ایک مایہ ناز و باعث افتخار شہری ہیں۔

"سفید مکھی" کی دنیا تک رسائی

سید غفنفر علی پودوں کے تحفظ و بچاؤ کے ایک ماہر اور شہری سی پی ای کے ایک فعال رکن بھی ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں ایک کتابچہ "دی ورلڈ آف اے وائٹ فلائی" کے نام سے تیار کیا ہے۔ جس میں فصلوں میں کیڑوں مکوڑوں کے کنٹرول اور انتظام کے چند اہم پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس تحقیقی کام میں امریکہ کے شعبہ زراعت، فلوریڈا یونیورسٹی اور کیلی فورنیا یونیورسٹی نے تعاون و مدد فراہم کی تھی شہری انتظامیہ اپنے رکن کو اس گرانقدر تحقیقی پروجیکٹ کی تکمیل پر مبارکباد پیش کرتی ہے۔

SHEHRI MEMBER PROFILE

Dear Member,

In order to expand its scope and range of activities for the public benefit, Shehri seeks greater involvement of its members and well wishers. For this purpose, we are developing a profile of our members to identify and document the possible modes and areas of work where the level of involvement could be enhanced. You are requested to fill this brief questionnaire and help in this effort.

Thank You.

Name : ____________________

Occupation/Address : ____________________

____

Phone # (Res): ____________________ (Off) : ____________

Special Interests/Hobbies : ____________________

____

____

Shehri-CBE is involved mostly in the following areas of work related to the field of urban environment.

- Housing/Land Use & Zoning Management
- Public Infrastructure/Utilities (e.g. waste management, transportation)
- Recreational Development
- Urban Pollution Control
- Institutional Strengthening

The modes of involvement we adopt to raise public awareness and information levels and simultaneously to seek solutions in collaboration with the various sectors of government and civil society are as follows:

- ❍ Advocacy
- ❍ Public Interest Litigation
- ❍ Research & Publications
- ❍ Seminars/Workshops
- ❍ Media/Publicity Campaigns

If you, as a member of Shehri-CBE and as a concerned citizen wish to work with us and engage more actively in our projects/programs and activities, than what manner of engagement do you select for yourself from among the following options and in which area. *(from the five areas of work mentioned above).*

Mode of Involvement (✔)

- ❍ Volunteer
- ❍ Professional Paid Services
- ❍ Cash Donations
- ❍ None of the above

If there is any other way in which you could facilitate our work please specify.

____

____

Preferred Area of Work: __________________________

Any Suggestions:

____

____

____

Please fill this form and mail, e-mail or fax it to the Shehri Office for further action.
Address your mail to Administrator, Shehri-CBE

بقیہ سیمینار

عمر کا خیال تھا کہ اس سیمینار کا اہتمام بہت رسمی انداز میں ہوا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی ایئرکنڈیشنڈ ہال میں بیٹھ کر غریبوں کی بات کرے۔

نوجوانوں کے لئے ہونے والے اس سیمینار کو اسی طرح ہونا چاہئے تھا جیسا کہ وہ چاہتے ہیں۔ مثلاً کالج میں فرش پر بیٹھ کر غیر رسمی انداز میں سیمینار ہوتا تو بے تکلفی کا احساس ہوتا۔

خرم نے کہا کہ ہمیں موجودہ سیٹ اپ میں تبدیلیاں لانی ہوں گی۔ ہمیں انقلاب کی ضرورت ہے۔

داؤد انجینئرنگ کالج کی ایک طالبہ نے کہا کہ یہاں بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کی بنیادی ضروریات پوری نہیں ہوتیں ہم نوجوانوں کو بھی یہ یقین نہیں ہے کہ کل جب ہم تعلیم مکمل کرکے عملی میدان میں آئیں گے تو ہمیں نوکری مل جائے گی۔ ماہرین لوگوں کو اپنے مسائل حل کرنے کے لئے مدد دیں انہیں مفت مشورہ دیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ سیوریج کا مسئلہ ہی حل کرلیں۔

سندھ میڈیکل کالج کے عمد نے کہا کہ کالج میں داخلے کے وقت طالب علم کو ایک فارم پر کرنا ہوتا ہے کہ وہ سیاست میں حصہ نہیں لے گا جبکہ آپ ہمیں سیاست میں حصہ لینے کا مشورہ دیتے ہیں۔ حال تو یہ ہے کہ غربت کے باعث بچے ناقص غذا کا شکار ہیں۔ انہیں دوائیں میسر نہیں ہیں۔ عدم تحفظ کے احساس نے طالب علموں کو بندوق اٹھانے پر مجبور کیا ہے۔ حکومت دفاع پر زیادہ اور تعلیم پر کم خرچ کرتی ہے اور غیر ترقیاتی کاموں پر اخراجات ہوتے ہیں۔

سیمرا میڈیکل کی طالبہ تھیں انہوں نے کہا کہ اگر ہم کچھ کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں خود کو منظم کرنا ہوگا اور ذاتی حیثیت میں بہتری کے لئے کچھ نہ کچھ کام کرنا ہوگا۔

خسرو بھی میڈیکل کے طالب علم تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے کالج میں دیواریں مختلف طلباء تنظیموں کے درمیان بٹی ہوئی ہیں۔ حکیم سعید کا قتل ہوا تو ان تنظیموں نے ایک دوسرے پر شدید الزامات لگائے اور اپنی اپنی دیواروں پر لکھے۔ ایک طالب علم نے واٹرکولر پر پوسٹر چسپاں کیا اور حکیم صاحب کے قتل کی مذمت کی تو طلباء تنظیموں کے کارکنوں نے اس طالب علم کو خوب مارا اور اس پر الزام لگایا کہ وہ پریشر گروپ بنا رہا ہے۔ ان حالات میں والدین سخت پریشان رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ بچے کسی قسم کی سرگرمیوں میں ملوث نہ ہوں۔

انڈس ویلی اسکول کی سعدیہ کا خیال تھا کہ سیاست سے طلباء کو الگ رہنا چاہئے کیونکہ سیاستدان طالب علموں کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

ابرار قاضی نے نوجوانوں کی مختلف باتوں کے جواب میں کہا کہ پورا معاشرہ سیاسی عمل کے ذریعے ترقی پاتا ہے۔ اپنے اندر شعور پیدا کریں خود کو منظم کریں اور مختلف سماجی کام کریں۔

چیئرمین شہری سی بی ای نے نوجوانوں کو مشورہ دیا کہ وہ شہری کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی پسند کے میدان میں کام کرسکتے ہیں۔ اگر آپ لوگ یہ تحریک چلائیں کہ تعلیمی اداروں میں بندوق نہیں آئے تو وہ نہیں آسکتی۔ اگر آپ اصل مسئلہ پر اپنی توجہ مذکور کریں اور پھر لوگوں کو مائل کریں، علم اور معلومات حاصل کریں۔ لیکن لڑائی مت کریں۔ بندوق اٹھانے والا کمزور ہوتا ہے سوالات کریں اور مسلسل کریں ایک دن آپ کو کامیابی ہوگی

اس دلچسپ سیمینار کے آخر میں شہری سی بی ای کی سیکریٹری امبر علی بھائی نے بحث کو سمیٹا اور کہا کہ خیالات کا آزادانہ تبادلہ ہوا جو کسی تعلیمی ادارے میں ممکن نہیں تھا۔ ہماری خواہش ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ طالب علموں سے رابطہ رکھیں لیکن ہم کسی کالج میں اپنے طور پر نہیں جاسکتے۔ طالب علم ہمیں مدعو کرسکتے ہیں۔ ہم ہر قسم کا تعاون فراہم کرنے کے لئے تیار ہیں۔

بقیہ سمپوزیم

کی بات ہو رہی تھی تو ہمانے مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ میرا تعلق ایک ایسے ملک سے ہے جہاں عورتوں پر علم کے دروازے بند کئے جاچکے ہیں۔ انہیں گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں۔ انہیں زندگی کی بنیادی سہولتیں میسر نہیں ہیں۔ اس کانفرنس میں ہر ملک سے خواتین نے گروپس میں شرکت کی ہے، لیکن یہاں میں اکیلی اپنے ملک کی نمائندگی کر رہی ہوں۔ یہاں مجھے بہت سے ملکوں کے جھنڈے نظر آئے۔ ان جھنڈوں میں مختلف رنگوں کی پٹیاں ہیں، لیکن میرا جھنڈا سفید ہے۔ اس پر کوئی رنگ نہیں ہے۔

ہمانے حاضرین سے درخواست کی کہ وہ اس کے سفید جھنڈے پر اپنے دستخط کردیں۔ یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ میری بات آپ تک پہنچی اور مجھے آپ کا تعاون حاصل ہوا۔

کانفرنس سے واپسی پر ہما کو یہ خوشگوار احساس ہوا ہوگا کہ وہ دنیا میں اکیلی نہیں۔ اس کی بات وہیں ختم نہیں ہوئی بلکہ ایک بڑے فورم سے نکل کر آگے تک جائے گی۔

نیویارک کے ایک سولہ سالہ بچے نے ہیگ امن کانفرنس کے بعد اپنے تاثرات کچھ اس طرح لکھے۔ امن کانفرنس محض ایک اجتماع نہیں تھا بلکہ یہ ایک مسلسل عمل کا ایک منصوبہ تھا تاکہ دنیا سے جنگ کے ذریعے ہونے والا تشدد، خوف اور ظلم کا خاتمہ کیا جاسکے۔

ہرارے، زمباوے کے ۱۹ سالہ نوجوان نے لکھا کہ میں نے اپنی زندگی غربت اور احساس کمتری میں گزاری ہے۔ لیکن ہیگ کانفرنس کے بعد میرے احساسات مختلف ہیں۔ وہاں ہم نوجوانوں کا تعلق مختلف ملکوں، مذہب، سیاست اور ثقافت سے تھا۔ لیکن کانفرنس میں ہم سب نے مل جل کر کام کیا اور اپنے لئے امن کا ایجنڈا خود تیار کیا۔ ہم نے ایک نیٹ ورک تیار کیا تاکہ ہم اپنے کام کے بارے میں ایک دوسرے کو باخبر رکھ سکیں۔

شہری برائے بہتر ماحول نے کراچی کے مختلف تعلیمی اداروں سے تعلق رکھنے والے طلباء و طالبات کو مدعو کرکے ایک ایسے کام کا آغاز کیا ہے جو عرصہ سے ہماری غفلت کا شکار رہا۔ ایسی تنظیمیں جو اپنے ساتھ نوجوانوں کو شامل نہیں کرتیں وہ کچھ عرصہ بعد ماضی اور تاریخ کا حصہ بن جاتی ہیں۔ ان کا کوئی حال نہیں ہوتا ہے۔ یہ صرف نوجوان نسل ہی ہوگی جو مستقبل میں حال کی نمائندگی کرے گی۔

بقیہ بنیادی حقائق

جنگلی حیات کے مناظر کے علاوہ پارک میں پکنک کی چند منفرد جگہیں بھی ہیں

حب ڈیم اور جھیل، تربیلا اور منگلا کے بعد پاکستان کا تیسرا بڑا ڈیم ہے جو پارک کی حدود میں واقع ہے۔

دنیا کے تاریخی قلعوں میں سب سے بڑا رانی کوٹ کا قلعہ بھی کیرتھر کے پہاڑی سلسلے میں موجود ہے۔ ٹونگ میں موجود مقبرے بھی ایک اور دلچسپی کا مقام ہیں۔ ان قبروں کی تعمیر ٹھٹھہ میں مکلی کی پہاڑیوں پر واقع مقبروں سے مشابہہ ہے۔ پارک کے علاقے میں قبل از تاریخ کی آبادی کے آثار قدیمہ کی باقیات بھی کوہ تاریش کے قریب موجود ہیں۔

ایڈووکیسی

شہری سہولتوں کے لئے

خواتین کی ایک تنظیم کی بے مثال کارکردگی

کراچی ایڈمنسٹریشن ویمن ویلفیئر سوسائٹی نے مفادعامہ کے ایک نمایاں مقدمے میں پبلک بنیادی ڈھانچے کے شعبے اور مفادعامہ کی سہولتوں کی ترقی اور انتظام سے متعلق چند اہم و برمحل مسائل اٹھائے ہیں اور مثبت تبدیلی کے لئے عملی رہنما خطوط پیش کئے ہیں —

گندے پانی کے نکاس کے نالے اور نالیوں کے ناقص نظام باغات اور کھلی جگہوں کی بدانتظامی اور زوننگ کے قوانین اور قواعد کی خلاف ورزی ایسے معاملات ہیں جو شہر کے کم و بیش تمام حصوں کو بری طرح متاثر کرتے ہیں۔ لیکن چند ہی رہائش کنندگان یا شہری گروپ متعلقہ اداروں کے اپنے علاقے میں واقع دفاتر میں شکایات درج کرانے کے علاوہ معاملات کو آگے تک لے جانے کی زحمت گوارا نہیں کرتے۔

کراچی ایڈمنسٹریشن ویمن ویلفیئر سوسائٹی (کے اے ڈبلیو ڈبلیو ایس) ایک شہری گروپ ہے جو کراچی ایڈمنسٹریشن ایمپلائز کواپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی (کے اے ای سی ایچ ایس) میں مصروف عمل ہے۔ اس نے ہمارے عدالتی اور انتظامی نظام کے حدود کی آزمائش کرنے کا فیصلہ کیا اور فروری ۱۹۹۲ء میں انہوں نے پاکستان کی سپریم کورٹ میں مفادعامہ کے مقدمہ کے تحت اپنے علاقے میں شہری معاملات کے چند مسائل سے متعلق ایک پٹیشن دائر کی۔

نتیجے میں سپریم کورٹ نے معاملات کو دیکھنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا۔ متعلقہ اداروں مثلاً کے ایم سی اور کراچی واٹر اینڈ سیوریج بورڈ نے درپیش مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جن کی نشاندہی پٹیشنر نے کی تھی۔ انہوں نے گندے پانی کے نکاس کے لئے کچھ نئی نالیاں ڈالیں اور کچھ نئی نالیاں تعمیر کیں لیکن یہ کام آج کی تاریخ تک نامکمل ہے۔

حال ہی میں بہت عرصے کے بعد پٹیشن کی سماعت دوبارہ ہوئی اور عدالت نے پٹیشنر سے کے اے ای سی ایچ ایس میں شہری مسائل پر ایک جامع رپورٹ تیار کرنے کے لئے کہا اور حل کے لئے تجاویز طلب کیں۔

کے اے ڈبلیو ڈبلیو ایس نے رپورٹ تیار کرلی ہے اور مسائل و معاملات کے مندرجہ میدانوں کو اجاگر کیا اور ٹھوس تجاویز پیش کیں۔

بارش اور طوفانی پانی کا نکاس

رپورٹ میں کے اے ڈبلیو ڈبلیو ایس نے شہر کے ایک بہت اہم شہری مسئلے کی نشاندہی کی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ شہر کا ایک تہائی گندہ پانی شہر کے برساتی نالوں کے ذریعے گزرتا ہے۔ جبکہ گندے پانی کی بڑی مین لائن جو ان نالوں کے متوازی یا قریب ڈالی گئی ہیں خالی رہتی ہیں کے ایم سی اور ڈسٹرکٹ میونسپل کارپوریشنوں کے درمیان ان نالوں کی حدود کے تعین کے بارے میں ایک تنازعہ بھی پایا جاتا ہے۔ گندے پانی کے نکاس کے علاوہ یہ نالے ہر ایک کے لئے کوڑا کرکٹ پھینکنے کے لئے آسان جگہ فراہم کرتے ہیں۔

کے اے ڈبلیو ڈبلیو ایس نے تجویز پیش کی کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے سب سے پہلے ان نالوں میں کھلنے والے گندے پانی کے نکاس کے تمام کنکشنوں کو ختم کرنے کی ضرورت ہے اور اس کی بجائے انہیں گندے پانی کے نکاس کی موجودہ بڑی مین لائین سے جوڑ دیا جائے اور یہ بھی کہ حدود کے تعین کے تنازعے کو فوری طور پر طے کیا جائے کیونکہ اس کی وجہ سے کام کو جاری رکھنے میں مشکلات پیش آرہی ہیں۔

ان نالوں کو ایک دوسرے خطرے سے بھی محفوظ رکھنے کی ضرورت ہے اور یہ تجارتی مقاصد کے لئے ان نالوں کا ناجائز قبضہ ہے۔ ناجائز قابضین ان نالوں کو ڈھانپ کر ان پر دکانیں وغیرہ کھول لیتے ہیں۔ نالے کے دونوں اطراف دس دس فٹ کے فاصلے اندر تعمیرات کو ممنوع قرار دے کر اس عمل کو روکا جاسکتا ہے جس سے پانی کی صفائی کے عمل کو بھی سہولت حاصل ہوگی۔

کوڑے کرکٹ کو یہاں پھینکنا بھی ممنوع قرار دیا جانا چاہئے اور ایک ایسے طریقہ کار کو ترتی دینا چاہئے کہ کسی بھی قسم کے کام کے اطمینان بخش طریقے پر مکمل ہونے پر رہائش کنندگان کی رضامندی حاصل کرنا ضروری ٹھہرے۔

۱۹۸۸ء کے اوائل میں کراچی واٹر اینڈ سیوریج بورڈ نے خواجہ معین الدین

Scenes from an ongoing crisis

> گندے پانی کے نکاس اور پینے کے پانی کی لائنیں آپس میں مل جاتی ہیں، مردہ جانور مثلاً چوہے وغیرہ عموماً والوپٹ میں پائے گئے ہیں

چشتی نامی دو رویہ سڑک کے ایک حصے کی کھدائی کی تھی تاکہ گندے پانی کے نکاس کی ۲۴۰۰ فٹ لمبی لائن ڈالی جاسکے۔ بعد میں اس کھدائی کی لمبائی میں مزید اضافہ کیا گیا یہ سڑکیں ابھی تک دوبارہ نہیں بنی ہیں۔

ڈسٹرکٹ میونسپل کارپوریشن جنوبی کے پاس اس کام کی تکمیل کے لئے رقم نہیں ہے اور وہ سڑک کی کھدائی کے اخراجات کراچی واٹر اینڈ سیوریج سے طلب کر رہی ہے۔ جبکہ اس کا کہنا ہے کہ ایسے کسی طریقہ کار کا وجود نہیں ہے۔ بلکہ وہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اخراجات کے مختلف مدوں میں کے ایم سی پر کراچی واٹر اینڈ سوریج بورڈ کی رقم واجب الادا ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لئے کئی کوششیں کی گئی ہیں جو ناکام ثابت ہوئیں۔

کے اے ڈبلیو ڈبلیو ایس نے یہ اور اس سے متعلق دیگر مسائل کے حل کے لئے ایک طویل المدت لائحہ عمل کو اختیار کرنے کی تجویز پیش کی ہے جس کے لئے اداروں کے درمیان خصوصاً مالی معاملات میں تعاون کی ضرورت ہے۔ اس نے ڈسٹرکٹ میونسپل کارپوریشنوں کی مالی آزادی کے لئے بھی ایک طریقہ تجویز کیا۔

اس نے یہ بھی تجویز دی ہے کہ سیکریٹری مالیات کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی جائے جو مسئلہ حل کرے۔ اس نے منصوبہ بندی اور رابطہ کمیٹی کے قیام کی بھی تجویز پیش کی جو ضلع جنوبی کے سب ڈویژن محمود آباد کے تحت پورے علاقے کے مختلف ترقیاتی مسائل کا جائزہ لے۔ کمیٹی نے میں مقامی رہائش کنندگان کے علاوہ تمام متعلقہ سرکاری اداروں کی بھی نمائندگی ہو۔ کے ڈبلیو ڈبلیو ایس نے فنڈ کے استعمال میں شفاف و واضح عمل کے علاوہ شہری اداروں کے فنڈ کے انتظام کی تفصیل تک عوام کی پہنچ کا مطالبہ کیا ہے۔

رپورٹ میں اس جانب اشارہ کیا گیا ہے کہ پینے کے پانی کی آلودگی کی بڑی وجہ سیوریج کے پانی کے ساتھ پانی کے پینے کی ملاوٹ ہے۔ کیونکہ گندے پانی کے نکاس اور پینے کے پانی کی لائنیں آپس میں ایک دوسرے سے مل جاتی ہیں اس کے علاوہ والوو اور پائپ باقاعدگی سے رستے رہتے ہیں۔ مردہ جانور مثلاً چوہے وغیرہ بھی والووپٹ میں پائے گئے ہیں۔

بدعنوانیوں کی وجہ سے پانی کی سپلائی اتنی زیادہ کنٹرول میں ہے کہ بعض علاقوں میں پانی کی مصنوعی قلت پیدا کی جاتی ہے۔ مثلاً بلاک نمبر ۲، ۴، ۷ اور ۹ میں صارفین کو ہر دوسرے روز پانی خریدنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ باقاعدگی سے پانی کی سپلائی کو یقینی بنانے کے لئے والومین کو پیسے دینے پڑتے ہیں۔ دوسری جانب ان رہائش کنندگان کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا جاتا جو پانی کا ضیاع کرتے ہیں۔

کے اے ڈبلیو ڈبلیو ایس پانی کی سپلائی کے درست نقشوں کی تیاری اور نظام کی باقاعدہ دیکھ بھال اور بحالی کا مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہے۔ یہ تجویز بھی پیش کی گئی ہے کہ موجودہ والوو مینوں/فٹرز کا تبادلہ کردیا جائے کیونکہ ان کے اپنے مفادات ہیں اور وہ بدعنوانیوں میں بھی ملوث ہیں۔

یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ ان رہائش کنندگان کے خلاف اقدامات اٹھائے جائیں جو پانی کے ضیاع میں ملوث ہیں (ٹینکوں سے پانی کا بہنا) تجاویز کے پیکیج میں پانی کے نمونوں کی باقاعدگی سے جانچ پڑتال بھی شامل ہے۔

گندے پانی کے نکاس کا نظام

کے اے ڈبلیو ڈبلیو ایس نے علاقے کے گندے پانی کے نظام کے مختلف نقائص کی نشاندہی کی اور مطالبہ کیا کہ متعلقہ تعمیرات اور دیکھ بھال کے کاموں کے لئے کوئی ایک مدت مقرر کی جائے۔

ہاؤسنگ اور ٹاؤن منصوبہ کے قوانین کی خلاف ورزی/ خدمات کا ناکارہ ہونا

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ علاقے میں مختلف اقسام کی زوننگ خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں۔ یہ تمام خلاف ورزیاں شہری بنیادی ڈھانچے اور مفادعامہ کی سہولتوں کے نظام پر انتہائی خراب اثرات مرتب کر رہی ہیں۔ کیونکہ ان کے ٹوٹنے اور ناکارہ پن کے واقعات میں زیادہ اضافہ ہوا ہے اس قسم کی سرگرمیوں کے فوری خاتمے کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے۔

رپورٹ میں دیگر مسائل مثلاً کوڑے کرکٹ کو ٹھکانے لگانا اور باغات کی غیرمعیاری دیکھ بھال وغیرہ پر بھی بات کی گئی یہ ایک جامع دستاویز ہے جس میں متنوع مسائل پر خصوصی معلومات کو نہایت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ سب سے بڑھ کر تو یہ ہے کہ اس میں مختلف عملی حل و تجاویز دی گئی ہیں جن کا تعلق مختلف انتظامی اور تیکنیکی حقائق سے ہے جو ہمارے خصوصی سیاق و سباق میں پبلک بنیادی ڈھانچے اور سہولتوں کو جاری و ساری رکھنے اور ترقیاتی مسائل سے منسلک ہیں۔ انہوں نے ہمارے شہری منیجروں کو بہتر ترجیحات کی ان کی کوششوں اور ان کے مستقبل کے منصوبوں و اعمال کے انتظام میں سوچنے کے لئے بہت زیادہ مواد پیش کیا ہے۔

بقیہ کیرتھر پارک

اگر انہیں موقعہ دیا گیا تو وہ کیرتھر نیشنل پارک کو دنیا کی اعلیٰ ترین فنکشنل (عملی) قدرتی محفوظ جگہ میں تبدیل کرسکتے ہیں۔

چنانچہ اب یہ ساری معلومات ہمیں کہاں لے جا رہی ہیں اور اس ظاہری تعطل کا کیا ممکنہ نتیجہ ہوسکتا ہے۔ یہ بتانا ضروری ہے کہ مثبت قانون سازی کی موجودگی میں پارک میں کسی قسم کی تلاش کی سرگرمیوں کی اجازت نہیں مل سکتی۔ لیکن اگر قانون میں ترمیم کردی جائے جیسا کہ حکومت کی خواہش نظر آتی ہے تو پھر کیا ہوگا؟

شیل پریمیئر ایکسپلوریشن گروپ کونسی ضمانتیں دیتا ہے کہ پارک کے ماحول کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچے گا۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو جرمانہ و سزا کیا صادر ہوں گے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب ملنا باقی ہے۔

پھر تحفظ و بچاؤ کے حامی مختلف گروپ اور این جی اوز کی تشویش دور کرنے کا بھی سوال ہے۔

کیا ایسی صورتحال کی کوئی مثال موجود ہے جہاں تحفظ و بچاؤ کی سرگرمیاں اور ترقی ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے یکجا ہوں۔ شاید یو ایس نیشنل وائلڈ لائف ریفیوج سروس کے تجربات کا تجزیہ کیا جاسکتا ہے۔

جہاں امریکہ کے فطری و قدرتی مناظر کو تحفظ فراہم کرنے کے ساتھ ثانوی استعمال مثلاً کھدائی کی اجازت دی گئی۔

یہ امر بھی باعث تشویش ہے کہ عوام نے اس معاملے میں اعلیٰ سطح کی شمولیت کا اظہار نہیں کیا۔ لیکن اس رویئے کی تشریح کی معقول وجوہات ہیں۔

کیرتھر نیشنل پارک جیسی سہولت کو اپنے تحفظ کے لئے جو بہترین ضمانت مل سکتی ہے وہ "ایک عوامی تشویش و مسئلہ" کا روپ دھار لے۔ لیکن وہ ایک بہت بڑا عوامی مسئلہ کس طرح بن سکتا ہے جبکہ عوام کی ایک بہت بڑی تعداد اس پارک کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی۔ اس مرحلے پر ایس ایف ڈبلیو ڈی کے حکام سے دریافت کرنا برمحل ہوگا کہ انہوں نے گزشتہ برسوں میں اس پارک کو ترقی دینے اور مقبول بنانے کے لئے کیا کوششیں کی ہیں؟

بہت سے لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ پارک تک کیسے پہنچا جائے؟ پارک کے اندر کیا ہے؟ اس کے بارے میں علم رکھنے کی بات تو الگ ہی ہے جبکہ پاکستان کے انتہائی زیادہ آبادی والے سیکٹر کراچی سے اس پارک کا فاصلہ چند گھنٹوں میں طے کیا جاسکتا ہے۔

یہ بھی پتہ چلا ہے کہ ہر ماہ اوسطاً "۲ سے ۳ افراد اس پارک میں جاتے ہیں۔

کیرتھر نیشنل کی جنگلی حیات کو تحفظ اور مانیٹر کرنے کے لئے کیا کوششیں کی گئی ہیں۔ اس وسیع قدرتی تحفظ سے سالانہ کیا آمدنی حاصل ہوتی ہے ان سوالات کے جوابات یقیناً ہمیں شرمندگی سے دوچار کردیں گے۔

کوئی تعجب نہیں ہے کہ چند کٹر قسم کی این جی اوز کے علاوہ کسی کو بھی اس کی پرواہ نہیں ہے۔ یہ بھی ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر تمام کراچی اور بقیہ پاکستان کو کھڑے ہوکر یک زبان یہ کہنا چاہئے کہ ہم اس پارک کو بچانا چاہتے ہیں۔

کیرتھر نیشنل پارک . . . بنیادی حقائق

۱۹۷۴ء میں سندھ کے محکمہ جنگلات اور جنگلی حیات نے کیرتھر کو نیشنل پارک کا درجہ دیا۔ یہ فیصلہ ڈاکٹر ڈنکن پوری اور گیمونفورٹ کے ایک مطالعے کے بعد کیا گیا تھا جو انہوں نے ۱۹۶۸ء میں پاکستان کی جنگلی حیات اور محفوظ علاقوں کے بارے میں تھا۔ یہ پاکستان کے پارکوں میں پہلا پارک تھا جسے اقوام متحدہ کی ۱۹۷۵ء کی نیشنل پارکوں کی فہرست میں شامل کیا گیا۔ یہ اعزاز ۱۹۹۷ء میں بھی برقرار رہا۔

یہ پارک ۱۱۹۲ مربع میل سے زیادہ رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ یہاں متنوع پہاڑیاں ہیں جو کہ جاٹ کے پہاڑی سلسلے پر ۳۲۹۴ فٹ تک بلند ہیں اور پارک کے انتہائی جنوب مغرب میں حب ڈیم کے مقام پر ان کی اونچائی سطح سمندر سے صرف ۲۳۰ فٹ رہ جاتی ہے۔

پارک میں ۹۳ گاؤں مستقل طور پر آباد ہیں۔ جن کی آبادی تقریباً "ساڑھے دس ہزار افراد پر مشتمل ہے (ان میں سے ۲۰ گاؤں کراچی ضلع میں اور ۷۳ ضلع دادو میں واقع ہیں۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دودھ پلانے والے ۳۶ بڑی اقسام کے جانور پارک میں موجود ہیں۔ جن میں سندھ کا جنگلی بکرا (سارا یا ابکس) جنگلی دنبہ (اریل یا گیڈ) چنکارہ ہرن' گیدڑ' لومڑی' دھاری دار لکڑبگا' صحرائی بھیڑیا' جنگلی بلیاں' چیتا' خارپشت' سیہ' بجو اور نیولا شامل ہیں۔ یہاں رینگنے والے جانوروں کے خاندان کی اچھی خاصی نمائندگی موجود ہے۔ خطرناک بڑی چھپکلیاں' سمندری کچھوے بھی ان دیگر اقسام میں شامل ہیں جن کا دکھائی دینا غیر معمولی نہیں ہے۔

پارک میں ۵۸ اقسام کے پرندوں کا بھی بسیرا ہے۔

باقی صفحہ ۲۱ پر